Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 23.24

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

16.23 رجب 1433 ہجری قمری 7.14 احسان 1391 ہش 7.14 جون 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس و بارک لنا فی عمرہ و امرہ۔

یقیناً فضول خرچ لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا بہت ناشکرا ہے

اور اگر تجھے ان سے اعراض کرنا ہی پڑے تو اپنے ربّ کی رحمت کے حصول کی خاطر، جس کی تو امید رکھتا ہے، اُن سے نرم بات کہہ۔

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ؕ وَکَانَ الشَّیۡطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوۡرًا ۝ وَاِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡہُمُ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکَ تَرۡجُوۡہَا فَقُلۡ لَّہُمۡ قَوۡلًا مَّیۡسُوۡرًا ۝ وَلَا تَجۡعَلۡ یَدَکَ مَغۡلُوۡلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبۡسُطۡہَا کُلَّ الۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا مَّحۡسُوۡرًا ۝ اِنَّ رَبَّکَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ۝

(بنی اسرائیل 28 تا 31)

یقیناً فضول خرچ لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا بہت ناشکرا ہے۔

اور اگر تجھے ان سے اعراض کرنا ہی پڑے تو اپنے ربّ کی رحمت کے حصول کی خاطر، جس کی تو امید رکھتا ہے، اُن سے نرم بات کہہ۔

اور اپنی مٹھی (بخل کے ساتھ) بھنیچتے ہوئے گردن سے نہ لگالے اور نہ ہی اُسے پورے کا پورا کھول دے کہ اس کے نتیجہ میں تو ملامت زدہ (اور) حسرت زدہ ہو کر بیٹھ رہے۔

تیرا ربّ یقینا جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسعت بھی دیتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے بہت باخبر ہے (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔ اَلۡاِ قۡتِصَادُ فِی النَّفَقَۃِ نِصۡفُ الۡمَعِیۡشَۃِ وَالتَّوَدُّد اِلَی النَّاسِ نِصۡفُ الۡعَقۡلِ وَحُسۡنُ السُّؤَالِ نِصۡفُ الۡعِلۡمِ۔

(بیھقی فی شعب الایمان۔ مشکوۃ باب الخدر و التانی الامور صفحہ 430)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے اور لوگوں سے محبت سے پیش آنا نصف عقل ہے اور سوال کو بہتر رنگ میں پیش کرنا نصف علم ہے۔

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مِنۡ اَخۡلَاقِ الۡاِ یۡمَانِ، مَنۡ اِذَا غَضِبَ لَمۡ یُدۡخِلۡہُ غَضَبُہٗ فِیۡ بَاطِلٍ، وَمَنۡ اِذَا رَضِیَ لَمۡ یُخۡرِجۡہُ رَضَاہُ مِنۡ حَقٍّ وَمَنۡ اِذَا قَدِرَ لَمۡ یَتَحَاطَ مَالَیۡسَ لَہٗ۔

(المعجم الصغیر للطبرانی باب من اسمہ احمد صفحہ 61/1)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین اخلاق ایمان کا تقاضا ہیں۔ اول یہ کہ جب کسی مومن کو غصہ آئے تو غصہ اسے باطل اور گناہ میں مبتلا نہیں کرسکتا (وہ حد کے اندر رہتا ہے) اور جب وہ خوش ہو تو اس کی خوشی اسے حق سے باہر نکلنے نہیں دیتی (وہ خوشی میں بھی اعتدال کو نہیں چھوڑتا) اور جب اسے قدرت اور اقتدار ملتا ہے (اس وقت بھی) وہ اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا یعنی جو اس کا نہیں اس کو لینے کی کوشش نہیں کرتا۔

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

ان المبذرین: انسان خیال کرے کہ ایک کھانا جو وہ کھاتا ہے اس کے اجزاء کہاں کہاں سے آئے اور کس مشکل اور کن مختلف تبدیلیوں کے بعد ان کا ایک لقمہ اس کے منہ تک پہنچا۔ یہ سب سامان واتاکم من کل ماسالتموہُ (ابراھیم۔ ۳۵) کے ماتحت حضرت حق سبحاہٗ نے پہلے سے عطا فرمائے مگر لوگوں نے اس میں تبذیر کی تو اسکا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے دینے میں کسی سے بخل نہیں کیا بلکہ اس کے غلط استعمال نے تنگی پیدا کردی۔ ان اللہ لا یغیرِ ما بقومٍ حتیٰ یغیرُ وا ما بانفسھم (رعد: ۱۲) سے مراد نعمت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۰)

ناجائز طور پر مالوں کو ضائع کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان تو ایسا ہے کہ جس نے اسے پیدا کیا اور جس نے اس کو پرورش کیا اس کا بھی منکر ہوگیا۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۹)

دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے امتحان اور مشکلات پیش آتے ہیں۔ ایک طرف بیوی بچوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہے ادھر قرآن شریف میں پڑھتا ہے۔ لا تسرفوا (انعام ۱۴۲، اعراف ۳۲) اور ان المبذرین کانوا اخوان الشّیٰطین اور ایک طرف دین مال و عزت اور جان خرچ کرانی چاہتا ہے اسی وقت اپنے اندرونہ کا معائنہ کرے اور اپنے فعل سے دکھائے کہ کیا دین کو مقدم کرتا ہے یا دنیا کو۔

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ صفحہ ۶ بحوالہ الفرقان جلد اوّل۔ دوم صفحہ ۱۵۳۱ ایڈیشن ۲۰۰۵)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

’’درویشان قادیان نمبر‘‘ کے تاثرات اور تصحیحات

الحمد للہ ہفت روزہ اخبار بدر قادیان کو دسمبر 2011ء میں اپنا سالانہ نمبر درویشان قادیان کے نام سے نکالنے کی توفیق ملی۔ قادیان اور درویشان قادیان کا وجود لازم ملزوم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے فضل سے ان بابرکت وجودوں کو مرکز احمدیت قادیان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائی۔ اپنے بزرگان کی خدمات کا تذکرہ آئندہ آنے والی نسلوں کے ایمان اخلاص وخدمات میں اضافہ کا باعث بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بار بار احباب جماعت کو اپنے خاندان کے بزرگوں کی تاریخ اکٹھا کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

’’ہر خاندان کو اپنے بزرگوں کی تاریخ کو اکٹھا کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ان کی بڑائی کے شائع کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے آپ کو بڑائی عطا کرنے کیلئے ان کی مثالوں کو زندہ کرنے کیلئے ان کے واقعات کو محفوظ کریں اور پھر اپنی نسلوں کو بتایا کریں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے آباء واجداد تھے اور کس طرح وہ لوگ دین کی خدمت کیا کرتے تھے‘‘۔ (روزنامہ الفضل ۷ ۲ مارچ ۱۹۸۹ء صفحہ ۷)

نیز آپ ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۳ کے خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

’’حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس پیاری جماعت میں ایسے ہزاروں بلکہ لاکھوں نمونے بکھرے پڑے ہیں جنہوں نے اپنی وفاؤں اور اپنے اخلاص اور اپنی قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں۔۔۔ ان کی اولادوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بزرگوں کے واقعات قلم بند کریں اور جماعت کے پاس محفوظ کرائیں اور اپنے خاندانوں میں بھی ان روایات کو جاری کریں اور اپنی نسلوں کو بھی بتاتے رہیں کہ ہمارے بزرگوں نے یہ مثالیں قائم کی ہیں۔ اور ہم نے انکو جاری رکھنا ہے‘‘۔

ہفت روزہ اخبار بدر نے درویشان قادیان نمبر دسمبر ۲۰۱۱ کو اسی غرض سے شائع کیا تھا۔ درویشان کی خدمات تاریخ احمدیت کا ایک سنہری باب ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی جان، مال، وقت، عزت اور جائیدادوں کو دین کی سربلندی کیلئے قربان کر دیا۔ چند درویشان قادیان ہم میں اس وقت حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ درویشان قادیان کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’ان میں نیکی تھی، تقویٰ تھا، سادگی تھی، عاجزی تھی، دین کے لئے قربانی کرنے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جذبہ اور عمل پایا جاتا تھا۔ ان میں اطاعت کی روح تھی اور صدق و وفا تھا۔ وہ دنیا کی چمک دمک سے بالاتر اور تعلق باللہ کی دولت سے مالا مال تھے‘‘

(بحوالہ خصوصی پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع بدر درویشان قادیان نمبر دسمبر ۲۰۱۱)

اخبار بدر کے درویشان قادیان نمبر پر ادارہ کو بہت سے تاثرات موصول ہوئے جن میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

❁ مکرم ومحترم محمد عمر صاحب نائب ناظر اعلیٰ قادیان لکھتے ہیں کہ:

’’آسمان احمدیت کے روشن ستارے جو دعا۔ توکل علی اللہ۔ ایثار اور قربانی کے پیکر تھے اور ہیں، کی سوانح عمری اور انکے نیک و پاک نمونوں اور بے نظیر و بے لوث کارناموں پر مشتمل ہے۔ ہفت روزہ بدر کا خاص نمبر نہایت ایمان افروز اور پر از معلومات ہے۔ ان کی سوانح عمری مرتب کرنے میں محترم شیخ مجاہد احمد صاحب ایڈیٹر بدر اور ان کے ساتھیوں نے جو محنت کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

واقعی یہ خاص نمبر ایک بے بہا تاریخی دستاویز ہے۔ اس کے مطالعہ سے بہت سی شیریں یادیں سامنے آئیں۔ خاکسار 1954ء میں جلسہ سالانہ میں شمولیت اور مدرسہ احمدیہ میں شرکت کے لئے قادیان دارالامان آیا ہوا تھا۔ اس وقت کا پرنور ماحول جو بعض صحابہ کرام اور درویش بزرگان کی اکثریت کی وجہ سے نہایت ایمان افروز تھا باوجود غربت اور کسمپرسی کی حالت کے سب لوگ تقویٰ وطہارت کے اور ایمان کے زیور سے آراستہ تھے۔ اس وقت حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب جٹ امیر جماعت احمدیہ قادیان اور حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی اور محترم حضرت شیر محمد صاحب محترم حضرت ڈاکٹر عطر الدین صاحب وغیرہ صحابہ کرام کی موجودگی نے قادیان کے ماحول کو پرنور بنا دیا تھا۔

خاکسار جب قادیان میں پہنچا تو اردو زبان سے نابلد تھا۔ اس وقت خاکسار کو محترم چوہدری عطاء اللہ خان صاحب ٹیوٹر بورڈنگ احمدیہ نے بہت خلوص دل کے ساتھ اور بہت محنت سے اردو زبان سے روشناس کروایا نیز قرآن مجید کا اردو ترجمہ تقریباً ایک سال تک پڑھاتے رہے گویا کہ میری دینی تعلیم کی بنیاد انہوں نے ہی رکھی تھی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے بعد محترم مولانا محمد ابراھیم صاحب قادیانی اور محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری اور محترم مولانا محمد عمر علی صاحب اور محترم مولانا محمد یوسف صاحب نے بہت عرق ریزی سے ہمیں پڑھایا آخر الذکر محترم مولانا محمد یوسف صاحب کے علاوہ باقی تمام اساتذۂ کرام وفات پا گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور مغفرت فرمائے۔ آمین۔

ان اساتذہ کرام میں محترم مولانا محمد حفیظ بقاپوری صاحب ہمارے بہت پیارے استاد تھے۔ آپ کے پڑھانے کا طرز بہت نرالہ تھا اور دل کو چھونے والا تھا۔ ایک دفعہ کوئی بات کہہ دیں تو وہ دل میں بیٹھ جاتی تھی۔ پھر دوبارہ مطالعہ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ہمیں محترم مولانا صاحب قرآن مجید کی تفسیر، عربی، انشا، فقہ کے علاوہ دو تین اور مضامین بھی پڑھایا کرتے تھے۔ مولانا صاحب ذاتی طور پر خاکسار سے اہل زبان نہ ہونے کی وجہ سے کافی محبت انس اور شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ ہمیشہ انہوں نے مجھے اپنا بیٹا سمجھا اور بیٹوں کی طرح سلوک فرمایا کرتے تھے۔ جب میں میدان تبلیغ میں گیا تو جب بھی مجھے کوئی کٹھن مسئلہ درپیش ہوتا اس وقت میں محترم مولانا صاحب کو ہی لکھا کرتا تھا۔ آپ میرے خط کا فوراً بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا کرتے تھے۔

ہمیشہ مجھے کہا کرتے تھے کہ مبلغین کو مقام محبوبیت اپنانے کی ضرورت ہے۔ اور لوگوں کے ساتھ پیار اور محبت اور ہمدردی کے جذبات کے ساتھ پیش آنے کی ضرورت ہے۔ خاکسار اس نصیحت کو اپنی زندگی میں حتی الوسع اپنانے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ بہرحال میں زندگی بھر مولانا صاحب کو فراموش نہیں کر سکتا۔ اس وقت چند درویشان کرام حیات ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بابرکت وجودوں کو لمبی عمر عطا فرمائے اور انکی نسل در نسل کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کا خصوصی نمبر جو درویشان کرام کے حالات پر مشتمل ہے، نکال کر نہایت بابرکت کارنامہ سرانجام دیا گیا ہے۔ جزاکم اللہ

❁ مکرم عبد السمیع صاحب ایڈیٹر اخبار الفضل ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ:

’’درویشان قادیان کا عنوان تاریخ احمدیت کا بہت روشن اور دلگداز باب ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اصحاب بدر کی تعداد میں انہی کے جوش وجذبہ سے سرشار تھے اور مدتوں دُکھ اٹھا کر مقامات مقدسہ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ان کی قربانیوں کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے اور یہی کام بدر کے درویشان قادیان نمبر نے کیا ہے۔

گو اس سے پہلے درویشوں سے متعلق متفرق مضامین اور رسائل شائع ہو چکے ہیں مگر اب بدر کے خاص شمارہ میں قریباً تمام دستیاب معلومات کو اضافوں کے ساتھ اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ میں بدر کے ادارہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جس نے تصاویر کے ساتھ یہ قیمتی مواد پیش کیا ہے اور ایک ایک درویش کے حالات درج کئے ہیں اور ان کی سیرت پر الگ مضمون بھی شامل اشاعت ہے۔ یہ واقعی ایک روحانی گلدستہ ہے۔ احباب ضرور اس کا مطالعہ فرمائیں اور اپنی نسلوں کو بھی پڑھائیں۔‘‘

❁ مکرم نصیر احمد بانی صاحب کولکتہ سے تحریر کرتے ہیں کہ

’’خاکسار کے بھتیجے عزیزم تنویر احمد بانی کو امسال جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہ ایک کاپی درویش نمبر کی بھی لایا۔ سب سے پہلے میں آپ کو اور آپ کی ٹیم کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ مندرجات تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ چند اُمور آپ کے علم میں لانا مناسب ہوں گے۔

(۱) مکرم شیخ محمد یعقوب صاحب (درویشان کی لسٹ میں ۳۶۶ صفحہ ۳۲) کا فوٹو آپ کو دستیاب نہیں ہو سکا۔ میرے پاس تھا۔ آپ (تصویر میں) مہمان خانہ قادیان میں کھڑے ہیں۔ اُس کی کاپی ارسال خدمت ہے۔ ریکارڈ میں شامل کر لیں تا موقعہ میسر آنے پر شائع کر سکیں۔ اس بزرگ کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ ان کا تعلق چنیوٹ سے ہے۔ یہ جگہ ربوہ کے نزدیک ہے۔ اور یہاں کے اکثر لوگ اتنے مخالف، متعصب اور کینہ پرور ہیں کہ اس مقام کو مکہ معظّمہ کے قریبی قصبہ طائف سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ آئندہ زمانہ میں اس جگہ کے لوگ (راقم الحروف بھی یہیں کا باشندہ ہے) بڑے فخر سے کہہ سکیں گے کہ ہم میں سے بھی ایک فرد اُس پاک گروہ میں شامل تھا۔

(۲) سرورق کے پچھلے صفحہ (درویشان قادیان کے ٹائیٹل کی طرف اشارہ ہے۔۔ مدیر) پر ۸ فوٹو ہیں۔ فوٹو نمبر ۶ کی مکمل تفصیل درج نہیں۔ جو لڑکا نظم پڑھ رہا ہے وہ خاکسار کا چھوٹا بھائی شریف احمد بانی (ابن میاں محمد صدیق صاحب بانی) ہے جو اس وقت جماعت کراچی کا ایک فعال ممبر ہے۔

۳۔ محترم بدر الدین صاحب کا مضمون بر صفحہ ۳۳ تا ۳۶ زمانہ درویشی کے ابتدائی حالات پڑھ کر ایسا محسوس ہوا کہ پردے پر کوئی فلم چل رہی ہے اور میں بھی شامل ہوں۔ اُن پر آشوب دنوں میں خاکسار تعلیم الاسلام ہائی سکول کی دسویں جماعت کا متعلم تھا۔ جماعت احمدیہ نے جس تنظیم اور عقلمندی سے اہالیان قادیان کی دیکھ بھال کی اور انخلا کی کاروائی مکمل کی۔ اُس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ محترم بدر الدین صاحب کے گرانقدر مضمون میں مندرجات کے ضمیمہ کے طور پر چند سطور تحریر ہیں۔ جن کا میں عینی شاہد ہوں۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ نقل مکانی کے پروگرام کے افسر اعلیٰ تھے۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ ٹرکوں کی دستیابی بہت قلیل اور غیر یقینی ہے اس لئے جیسے جیسے ٹرانسپورٹ مہیا ہو سب سے پہلے مستورات اور پندرہ سال سے کم عمر کے بچوں کو بھیج دیا جائے۔ تمام

(باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’جب تک استقامت نہ ہو، بیعت بھی ناتمام ہے‘‘۔ ’’مستقیم وہ ہے کہ سب بلاؤں کو برداشت کرے‘‘۔ ’’درود شریف جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو‘‘۔

’’دل کی استقامت کے لئے بہت استغفار پڑھتے رہیں‘‘۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی نہایت درجہ ایمان افروز روایات کا تذکرہ جن سے ان کے صبر و استقامت اور دینی غیرت پر روشنی پڑتی ہے۔

مکرمہ امتہ الحفیظ خانم صاحبہ اہلیہ مکرم شمس الحق خان صاحب کی نماز جنازہ حاضر اور مکرم سید محمد احمد صاحب ابن مکرم سید محمد افضل صاحب رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ غائب۔ مرحومین کا ذکر خیر۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13/اپریل 2012ء بمطابق 06/شہادت 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 4 مئی 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے۔ انسان جب خدا تعالیٰ کی طرف قدم اُٹھاتا ہے تو راستہ میں بہت سی بلاؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جب تک اُن میں سے انسان گزر نہ لے منزلِ مقصود کو پہنچ نہیں سکتا‘‘۔ فرمایا کہ ’’امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ امن اور آرام کے وقت تو ہر ایک شخص خوش رہتا ہے اور دوست بننے کو تیار ہے۔ مستقیم وہ ہے کہ سب بلاؤں کو برداشت کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 515۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ تلقین فرماتے ہوئے کہ استقامت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے فرمایا کہ:

’’درود شریف جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن اور احسان کو مدِّ نظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لیے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیتِ دُعا کا شیریں اور لذیذ پھل تُم کو ملے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 38۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک موقع پر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’دل کی استقامت کے لئے بہت استغفار پڑھتے رہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 183۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ کی کچھ روایات جن میں اُن کے صبر و استقامت پر روشنی پڑتی ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اُن کے ساتھ کیا پیار کا سلوک ہوتا تھا؟ کس طرح اُن کی دعائیں بھی قبول ہوتی تھیں؟ اُس کے بارے میں بیان کروں گا۔

حضرت نور محمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ 7/جنوری 1906ء کو میں مع عیال خود بلوچستان چلا گیا۔ (بلوچستان میں تھے) وہاں پہنچ کر جب میرے استاد مولوی محمد صاحب امام مسجد اہلحدیث نے سنا تو مجھ کو طلب کیا۔ (یعنی قادیان آئے تھے وہاں سے بیعت کر کے واپس گئے) اور کہا کہ مرزا صاحب کتابوں میں تو اچھا لکھتے ہیں مگر در پردہ تلقین کچھ اور کرتے ہیں۔ (یعنی لکھتے کچھ اور ہیں اور کہتے اپنے مریدوں کو کچھ اور ہیں۔) کہتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس کے حضور خط لکھ کے عرض کیا گیا تو حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے قلم سے جواب ملا کہ ہماری تلقین دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل پر کمی یا زیادتی کرنے والا لعنتی ہے۔ یہ جواب جب مولوی صاحب کو دکھایا گیا تو اُس نے اور تو کچھ نہ کہا، صرف یہ کہا کہ سناؤ تم کو بھی الہام ہوا ہے یا نہیں۔ (یعنی مذاق اُڑانا شروع کیا) تو مَیں نے کہا کہ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اخبار میں یہ پڑھ کر کہ لوگوں کو ہمارے متعلق خدا سے پوچھنا چاہئے، تو مَیں نے دعا کی تھی اور مجھے الہام ہوا تھا کہ ’’صادق ہے، قبول کرلو‘‘۔ اس کے بعد کہتے ہیں مَیں جدھر جاتا، بازار میں چلتا، بلکہ دفتر کے اندر باہر مجھے چڑانے کے لئے لوگ آوازیں کستے اور مجھے چھیڑنے کے لئے کہ مَیں مسیح موعود کی بیعت کر کے آیا ہوں تو چپڑاسی کو کوئی افسر کہہ رہا ہے کہ حقہ موعود لے کر آؤ، بلی موعود کو مارو، کاغذ موعود لاؤ۔ اس قسم کی بیہودہ قسم کی باتیں شروع کر دیں، وغیرہ وغیرہ۔ تو کہتے ہیں کہ میری اُس وقت کی دعائیں یہ ہوتی تھیں کہ اے مولیٰ کریم! حضرت مسیح موعود کے طفیل میری فلانی دعا قبول فرما۔ اور ہر اتوار کو حضرت اقدس کے حضور عریضہ لکھ دیا کرتا۔ چنانچہ ایک دعا میری یہ تھی کہ بطفیل حضرت صاحب کوئٹہ سے ترقی پر میری تبدیلی فرما کیونکہ میرا افسر خان بہادر محمد جلال الدین سی آئی ای پولیٹیکل ایڈوائزر قلّات تھا اور وہ بھی احمدیت کا سخت مخالف تھا تو مَیں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے دفتر سے تبدیل فرما دے اور تبدیلی بھی ترقی کے ساتھ ہو۔ کہتے ہیں تین روز نہیں گزرے تھے کہ میں مستوفی صاحب لاڑی کا سرشتہ دار ہو کر تبدیل ہو گیا۔ وہاں پہنچتے ہی جب مَیں نے دیکھا کہ مَیں تنہا ہوں تو حضرت صاحب کے حضور روزانہ دعا کے لئے ایک کارڈ لکھنا شروع کیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُس کے نتیجے میں وہاں بارہ آدمی ایک سال کے اندر اندر احمدی بنائے اور اس کثرت سے مجھ پر الہامات کا دروازہ کھلا کہ کوئی رات نہ جاتی تھی کہ کوئی نہ کوئی الہام نہ ہوتا ہو۔

روایت کے رجسٹر میں یہاں لکھنے والے نے کچھ آگے پیچھے لکھا ہوا ہے بہر حال پھر آگے روایت یہ چلتی ہے کہ شادی خان نامی ایک قصاب تھا جو احمدی ہو گیا اور وہاں ایک میاں گل صاحب بھی تھے جو بلوچوں کے سردار تھے اور اُن کو بھی جب پتہ لگا کہ شادی خان احمدی ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنے لوگوں کو کہا کہ شادی خان کا گوشت جو قصائی کی دکان سے خریدتے تھے وہ پھینک دو اور یہ احمدی ہے اس کو مارو۔ چنانچہ وحشی مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ اُس کے سر سے خون بہہ رہا تھا اور مقدمہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر سبّی بلوچستان کے حضور داد رسی کی درخواست دی گئی تو مقدمہ دائر کرنے کے بعد کہتے ہیں مجھ کو الہام ہوا کہ شادی خان کا مکان بچایا جاوے گا۔ مَیں نے سب دوستوں کو اس سے اطلاع دی کہ سب مع بال بچوں کے جو تعداد میں چھتیس کس تھے سب شادی خان کے مکان میں چلے جاؤ۔ چنانچہ سب چلے گئے۔ نتیجہ کا انتظار تھا کہ شادی خان نے آدھی رات کے وقت کہا۔ شادی خان صاحب نے بھی خواب دیکھی کہ مَیں ایک بڑے دربار میں طلب کیا گیا۔ وہاں ایک شخص بڑی شان و شوکت سے خیمہ لگائے تخت پر بیٹھا ہے۔ اُس کے گرد اِس اُمّت کے اولیاء بیٹھے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ مَیں نے جب پوچھا تو اُس وقت میرے سر سے خون بہہ رہا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہاتھ میری ٹھوڑی پر رکھا اور دوسرے سے سر کو پکڑ کر اُس تخت کے پاس لے گئے (یہ خواب اپنی بتا رہے ہیں) اور عرض کی کہ جب میرے مریدوں کا یہ حال ہو تو مَیں کیا کروں؟ تخت والے نے آواز دی کہ کوئی ہے۔ ایک بڑا جرنیل کہ تمغے اُس کے لگے ہوئے تھے حاضر ہوا۔ اُس کو حکم ہوا کہ شادی خان کے ساتھ جاؤ۔ چنانچہ مَیں آگے ہوا۔ میرے پیچھے جرنیل اور اُس کے پیچھے فوج ہے اس شہر میں داخل ہو گئی۔ (یہ انہوں نے خواب دیکھی) اس کے بعد انہوں نے کہا اب میں مقدمہ نہیں کرنا چاہتا۔ میرا بدلہ خود خدا لے گا۔ چنانچہ اس کے بعد پانی کا ایک طوفانِ عظیم آیا اور شہر کے بیرونی حصے کو غرق کر دیا صرف شادی خان کا مکان بچ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہم غیر مطبوعہ جلد 5 صفحہ 77 تا 79)

حضرت جان محمد صاحبؓ ولد عبد الغفار صاحب ڈسکوی فرماتے ہیں کہ ’’1903ء میں ہم احمدیوں کی سخت مخالفت ہوئی اور خاص کر میری کیونکہ میں ڈسکہ میں پہلا احمدی تھا اور مجھے زیادہ تکلیف دیتے تھے۔ سقّہ اور

خاکروب کو بھی روکا گیا۔'' یعنی پانی ڈالنے والے کو اور صفائی کرنے والے کو روکا گیا۔ سقّہ نے یہ کہہ کر کہ مجھے تحصیلدار صاحب کہتے ہیں کہ مولوی صاحب کو پانی دیا کرو، ان کو کہا کہ اگر تم نے مجھے روکا تو مَیں تحصیلدار صاحب سے کہوں گا کیونکہ مجھے اُن کا حکم ہے کہ ان کا پانی نہیں روکنا۔ خیر اُس سے تو وہ رک گئے۔ اور خاکروب کو جب کہا (خاکروب وہاں ہمارے پاکستان میں عموماً عیسائی یا ایسی cast کے ہوتے ہیں جس کو عموماً لوگ پسند نہیں کرتے، حالانکہ کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے) تو بہر حال کہتے ہیں اُس نے یہ کہا کہ نہ مولوی صاحب تمہارے ساتھ کھاتے ہیں نہ تم لوگ۔ (یعنی کھانا تو اکٹھے تم لوگ کھاتے نہیں۔ نہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں نہ تم کھاؤ) پھر انہوں نے اس میں یہ شرط رکھی کہ اگر تم ہمارے ساتھ کھا لو تو پھر مولوی صاحب کو چھوڑ دیں گے۔ وہ شرمندہ ہوئے لیکن مخالفت کرتے رہے۔ خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں لکھا کہ لوگ میرا پانی بند کرتے ہیں اور مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اگر مولوی فیروز دین اور چوہدری نصر اللہ خان صاحب پلیڈر احمدی ہو جائیں تو جماعت میں ترقی ہو جائے گی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے جواباً لکھا کہ آپ یہ خیال مت کریں کہ فلاں احمدی ہو جائے گا تو جماعت بڑھے گی۔ آپ صبر کریں اور نمازوں میں دعائیں کریں۔ یہ سلسلہ آسمانی ہے انشاء اللہ بڑھے گا اور زمین کے کناروں تک پہنچے گا اور سب سعید روحیں اس میں داخل ہوں گی۔ مسجدیں احمدیوں کی ہوں گی، آپ گھبرائیں نہیں''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 41)

اور اللہ کے فضل سے جماعت وہاں پھیلی بھی۔ پس یہ مسجدیں احمدیوں ہی کی ہونی ہیں جتنی چاہے پابندیاں لگاتے رہیں یا وہاں آپ کی مخالفتیں کرتے رہیں۔

حضرت عبداللہ صاحبؓ ولد اللہ بخش صاحب فرماتے ہیں کہ ''حضور انور کا وصال ہو گیا۔ مَیں وہیں موجود تھا۔ غیر احمدی وغیرہ مخالفین بطور تماشا بلڈنگ کے باہر تماشا دیکھ رہے تھے۔ ہم باہر دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دوست کی چیخیں نکلنے لگیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میرا ایمان جیسا کہ پہلے تھا اب بھی ویسا ہی ہے۔ حضرت مرزا صاحب اپنا کام کر کے چلے گئے۔ یہ استقلال دکھانے کا موقع ہے نہ کہ رونے کا''۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 148)

پھر ایک روایت ہے حضرت خیر دین صاحبؓ ولد مستقیم صاحب کی۔ فرماتے ہیں کہ میرے استاد صاحب جن کا نام مولوی اللہ دتّا صاحب تھا وہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے معتقد تھے۔ جس زمانے میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے رسالہ اشاعۃ السنۃ لکھا تو انہوں نے وہ رسالہ پڑھا۔ پوچھا کہ وہ کون شخص ہیں جن کی آپ نے یہ تعریف لکھی ہے۔ کہاں رہتے ہیں؟ میرا دل چاہتا ہے کہ اُن کی زیارت کروں۔ چنانچہ وہ جناب حضرت اقدس کی زیارت کے لئے قادیان آئے۔ جب وہ آئے تو حضور لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے آ کر حضور کو دبانا شروع کر دیا۔ دباتے دباتے حضرت اقدس کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو عرض کی کہ حضور جو حدیثوں میں امام مہدی کا حلیہ بیان ہوا ہے وہ آپ پر چسپاں ہوتا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیعت لینے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حضور مسکرا کر خاموش رہے۔ پھر مولوی اللہ دتّا صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ حضور! میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی بیعت کر لوں۔ حضور نے فرمایا مجھے ابھی حکم نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور نے جو کچھ بننا تھا، بن چکے تھے، صرف حکم کی انتظار تھی۔ کہتے ہیں میرے استاد صاحب حضرت اقدس کی محبت سے بھر گئے اور اپنے گاؤں واپس چلے گئے۔ جب حضور نے بیعت کا اشتہار دیا، اُسی وقت انہوں نے بیعت کر لی۔ مَیں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے ساتھ کوئی مخالفت نہیں کی اور اُن کے ساتھ ہی رہا۔ لوگوں نے اُنہیں بہت دکھ دیا تھا اور تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ میں خوش اعتقاد تو رہا مگر صرف سُستی سے 1906ء کا وقت آ گیا۔ 1906ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے میں نے آ کر دستی بیعت کی۔ ظہر کی اذان ہو چکی تھی۔ حضور مسجد مبارک کے محراب میں رونق افروز ہو گئے اور فرمایا کہ کوئی بیعت کرنے والا ہے تو بیعت کر لے۔ مَیں وضو کر کے نماز کے لئے آ رہا تھا۔ جب سیڑھیوں کے قریب آیا تو کسی شخص نے آواز دی کہ حضور فرماتے ہیں جس نے بیعت کرنی ہو جلدی سے آ کر کر لے۔ چنانچہ خاکسار نے فوراً خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 154-153)

پھر حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ فرماتے ہیں: ''قریباً ستائیس برس ملازمت سرکار کی کی اور پندرہ روپے ماہوار سے دوسو' روپے ماہوار'' تک تنخواہ ملی بلکہ زیادہ بھی۔ ہر مشکل اور تکلیف میں جہاں کوئی دوست کام نہ آ سکا وہاں صرف اللہ تعالیٰ ہی کام آتا رہا اور میرے سب کام اُس کے فضل و کرم سے ہوئے۔ بڑے بڑے ابتلا آئے اور آسانی سے گزر گئے۔ بیگانوں نے تو کرنا ہی تھا خود اپنوں نے میرے ساتھ سالہا سال برادرانِ یوسف کا سا سلوک روا رکھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہر معاند و حاسد کو اُس کے حسد و عناد میں ناکام رکھا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ میری دعائیں سنیں۔ اللہ ہی کے حق میں میرا خیر مدّنظر تھا۔'' کہتے ہیں کہ ''اہلِ لاہور نے توہینِ رسول کا ایک بہتان میرے ذمہ باندھا اور احرارِ سرحد نے میرے قتل کے واسطے ایک بے گناہ شخص کو میرے سرِ بازار قتل پر آمادہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے میری بریت کے واسطے پستول میں گولی ٹیڑھی کر دی اور پستول چل نہ سکا۔ قاتل کو ارباب محمد نجیب خان صاحب احمدی نے گرفتار کیا اور حوالہ پولیس ہوا اور گورنمنٹ سرحد نے اُس کو نو سال کے واسطے جیل میں بند کر دیا۔ دشمن ناکام ہوئے۔ خدا ہمارے ساتھ تھا اور اب بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام پورا ہوا کہ ''آگ سے ہمیں مت ڈراؤ، آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 200-199)

پھر حضرت میاں نظام الدین صاحبؓ ٹیلر ماسٹر فرماتے ہیں کہ ''1902ء مارچ میں ہم جہلم سے انجمن حمایتِ اسلام کا جلسہ دیکھنے کے لئے لاہور آئے۔ ہم تین آدمی تھے۔ جلسہ گاہ کے باہر ایک مولوی کو دیکھا۔ وہ قرآنِ مجید ہاتھ میں لے کر کھڑا تھا اور کہتا تھا کہ میں قرآن اُٹھا کر کہتا ہوں کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑا ہو گیا ہے۔'' (یعنی اُن کو کوڑھ ہو گیا ہے)۔ ''وہ نبیوں کی ہتک کرتا تھا اور ساتھ ساتھ ایک چھوٹا سا اشتہار بھی بانٹ رہا تھا جس کا یہی مضمون تھا۔ میں نے اس سے اشتہار بھی لیا اور ساتھیوں سے کہا کہ چلو قادیان چل کر مرزا صاحب کی حالت دیکھ آویں تا کہ چشم دید واقعہ ہو جائے۔ ہم تینوں قادیان آئے تو مغرب کی نماز میں حضرت صاحب کو دیکھا تو وہ بالکل تندرست تھے۔ میرے ساتھی اور میں حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ ہمارے مولوی نے جھوٹ بولا ہے یا یہ آدمی جو ہمیں بتایا گیا ہے، مرزا صاحب نہیں کوئی اور ہے؟ رات گزر گئی۔ صبح ہم نے مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اوّلؓ) سے جا کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ''یہی مرزا ہے جس کو تم نے دیکھا ہے اور اشتہار بھی'' حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ''اپنی جیب سے نکال کر ہم کو دکھلایا کہ یہ ہمارے پاس بھی پہنچا ہے۔ اب تم جس کو چاہو سچا کہہ سکتے ہو، خواہ اپنے مولوی کو جس نے اتنا بڑا جھوٹ بولا ہے'' قرآن اُٹھا کر یہ اعلان کر رہا ہے کہ مرزا کوڑھی ہو گیا ''خواہ مرزا کو جو تمہارے سامنے تندرست نظر آ رہا ہے۔ ظہر کی نماز کے وقت جب حضرت صاحب نماز کے لئے تشریف لائے تو مَیں نے حضور کو سارا حال بیان کیا تو حضور نے ہنس کر فرمایا کہ میری مخالفت میں مولوی لوگ جھوٹ کو جائز سمجھتے ہیں۔ حدیثوں میں ایسا لکھا تھا کہ مسیح موعود کے وقت علماء بدترین خلائق ہوں گے۔ مجھ کو حضور کی باتیں سن کر راحت ہوئی اور مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں تو بیعت کرتا ہوں اور یہ میرے ساتھی بھی اتنا جھوٹ دیکھ کر ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ ہمیں اسی وقت بیعت میں داخل فرما کر ممنون فرماویں۔ حضور نے فرمایا کہ اتنی جلد بیعت کرنا ٹھیک نہیں۔ ابھی تم نے ہماری باتیں نہیں سنیں۔ کچھ دن صحبت میں رہیں۔ باتیں سنیں۔ پھر اگر پورا یقین ہو تو بیعت کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ بیعت کر جائیں اور مولوی لوگوں کے اعتراض سن کر پھر جائیں تو گنہگار ہوں گے۔ (اگر بیعت کر لی اور پھر اگر پھر گئے تو تم بہت زیادہ گنہگار ہو گے) اس لئے پہلے کم از کم ایک ہفتہ ضرور ہماری صحبت میں رہیں۔ ہم خاموش ہو گئے، وہاں رہے۔ حضور نماز سے فارغ ہو کر اندر چلے گئے۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد کہتے ہیں کہ مَیں چونکہ درزی تھا۔ کسی کے پاس بارہ روپے ماہوار پر ملازم تھا۔ اُس نے مجھے میرے احمدی ہونے کی وجہ سے مجھ کو جواب دے دیا، نوکری سے فارغ کر دیا۔ اپنے اور بیگانے سب دشمن ہو گئے۔ ایک شخص جو ہمارا ساتھی تھا، وہ حلوائی کا کام کرتا تھا، سب مسلمانوں نے اتفاق کر لیا کہ اس کی دکان کا سودا کھانا حرام ہے۔ (آج بھی پاکستان میں بعض احمدی دکانداروں کے ساتھ یہی ہو رہا ہے اور تو اور لاہور ہائی کورٹ بار کے وکلاء نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ شیزان کیونکہ احمدیوں کا ہے اس کو پینا حرام ہے)۔ بہر حال دوکان کا سودا اُس نے کہا حرام ہے۔ اس سے مٹھائی نہیں کھانی۔ آٹھ دن تک برابر وہ بائیکاٹ کی تکلیف برداشت کرتا رہا، مگر آٹھویں روز اُس سے برداشت نہ ہوا اور اس نے بیعت چھوڑ دی اور مرتد ہو گیا۔ کہتے ہیں اب ہم دو رہ گئے۔ ہم دونوں درزی تھے۔ ہم سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ کہتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ان دنوں مجھے کئی کئی دن فاقے کرنے پڑے۔ کئی دن کے بعد مَیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالات بیان کئے۔ حضور نے نہایت تسلی بخش الفاظ میں فرمایا اگر آپ نے استقلال دکھلایا تو اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ دن آپ سے دور کر دے گا اور اچھے دن لے آئے گا۔ تو کہتے ہیں کہ پھر ایک سال تک بڑی مشکلات میں گزرتے رہے۔ پورا سال انہی مشکلات میں گزر گیا۔ روزی کی تکلیف کی وجہ سے کوئی کام نہیں تھا۔ اس تکلیف کی وجہ سے مَیں چند ماہ کے بعد پھر قادیان آیا اور حضور کی خدمت میں رو پڑا اور اپنی تکلیف بیان کی اور عرض کیا کہ حضور! اجازت دیں تو افریقہ چلا جاؤں۔ شاید اللہ تعالیٰ رحم فرما دے۔ اس پر حضورؑ نے اول تو فرمایا کہ اس راستے میں مومن کو ابتلا آتے ہیں اور بعض دفعہ وہ سخت بھی ہوتے ہیں۔ میں ڈرتا ہوں تم وہاں جا کر کسی سخت ابتلاء میں نہ پڑ جاؤ۔ پھر میرے اصرار پر فرمایا۔ کل بتلاؤں گا دعا کرنے کے بعد۔ چنانچہ دوسرے روز شاید ظہر کی نماز کے وقت فرمایا۔ توکّل الٰہی پر چلے جاؤ (افریقہ چلے جاؤ)۔ مگر خیال رکھنا کہ سلسلہ کی خبر جہاں تک ہو سکے لوگوں کو پہنچاتے رہنا۔ (جہاں بھی جاؤ تبلیغ کا کام نہیں چھوڑنا۔) میں چونکہ اَن پڑھ ہوں مگر سلسلہ کے عشق میں مجھ کو اس قدر تبلیغ کا شوق تھا کہ ہر

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

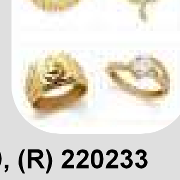

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

وقت، ہر آن تبلیغ کا خیال رہتا تھا۔(وہاں بھی پھر تبلیغ کرتے رہے۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 410تا418)

پھر حضرت غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لاہور کے سفر کا حال بیان کرتے ہیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں تشریف لائے تھے تو ان دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لیکچر ہو رہا تھا۔ لیکچر لاہور ہوتا تھا۔ اشتہارات چسپاں کئے جاتے تھے۔ چوہدری اللہ دتّا صاحب مرحوم جو نمبردار تھے موضع میانوالی خانہ والی تحصیل نارووال کے، وہ لئی کی دیگچی سر پر اُٹھائے ہوئے شہر میں ہر جگہ اشتہار چسپاں کرتے تھے اور اس کو دیکھ کر مخالفین نے اُن کو کئی دفعہ مارا پیٹا، زدوکوب کیا۔ چوہدری صاحب مرحوم اشتہار چسپاں کرتے تھے۔ مخالفین اُس کو پھاڑ دیتے تھے۔ گالیاں نکالتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اُن دنوں کا واقعہ ہے۔ جن مکانات میں حضور علیہ السلام قیام فرماتے تھے اس کے پاس گول سڑک پر درخت لگے ہوتے تھے ٹاہلیوں کے، شیشم کے۔ ایک مولوی مخالف جسے مولوی ٹاہلی کے نام سے پکارتے تھے، صرف پاجامہ ہی اُس نے پہنا ہوا تھا، نہ گلے میں اور نہ سر پر کوئی کپڑا ہوتا تھا۔ بدحواس گالیاں دیتا رہتا تھا اور درختوں پر چڑھ کر یہ بیہودہ بکواس کرتا رہتا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ جلد3 صفحہ 171)

پھر حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی کی روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں قادیان پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اپنے مقدمات کا ذکر کیا کہ مخالفین نے جھوٹے مقدمات کر کے اور جھوٹیاں قسمیں کھا کھا کر میرا مکان چھین لیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حافظ صاحب! لوگ لڑکوں کی شادی اور ختنہ پر مکان برباد کر دیتے ہیں۔ آپ کا مکان اگر خدا کے لئے گیا ہے تو جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس سے بہتر دے دے گا۔'' کہتے ہیں کہ '' اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ پاک الفاظ سنتے ہی میرے دل سے وہ خیال ہی جاتا رہا بلکہ میرے دل میں وہ زلیخا کا شعر یاد آیا

جمادے چند دادم جان خریدم   بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

یہ مشہور ہے کہ زلیخا نے مصر کے خزانے دے کر یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا۔ اُس وقت کہا تھا کہ چند پتھر دیئے ہیں اور جان خرید لی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ بہت ہی سستا سودا خریدا ہے۔ کہتے ہیں مَیں بھی اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مقدس بستی قادیان میں جگہ دی اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہیں آ گئے اور مکان اُس سے کئی درجہ بہتر دیا۔ بیوی بھی دی اور اولاد بھی دی۔ کہتے ہیں اسی ضمن میں ایک اور بات بھی یاد آئی ہے۔ لکھ دیتا ہوں کہ شاید کوئی سعید الفطرت فائدہ اُٹھائے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک دن مسجد مبارک میں خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا کہ مدرسہ احمدیہ میں جو لوگ پڑھتے ہیں وہ مُلّاں بنیں گے، وہ کیا کر سکتے ہیں۔ تبلیغ کرنا ہمارا کام ہے۔ مدرسہ احمدیہ اُٹھا دینا چاہئے، ختم کر دینا چاہئے۔ اُس وقت حضرت محمود اولوالعزم (یعنی حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیٹھے تھے) وہ کھڑے ہو گئے اور اپنی اس اولوالعزمی کا اظہار فرمایا اس سکول کو یعنی مدرسہ احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم فرمایا ہے یہ جاری رہے گا اور انشاء اللہ اس میں علماء پیدا ہوں گے اور تبلیغِ حق کریں گے۔ یہ سنتے ہی خواجہ صاحب تو مبہوت ہو گئے اور میں اُس وقت یہ خیال کرتا تھا کہ خواجہ صاحب کو یقین ہو گیا ہے کہ ہم اپنے مطلب میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے اور دیکھنے والے اب جانتے ہیں کہ اسی سکول کے تعلیم یافتہ فضلاء دنیا میں تبلیغِ احمدیت کر رہے ہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ جلد4 صفحہ133-132)

حضرت شیخ عبدالوہاب صاحبؓ نومسلم کے بارے میں حبیب احمد صاحب تحریر کرتے ہیں۔ حضرت شیخ صاحب دینی معاملے میں بڑے غیور واقع ہوئے ہیں۔ وہ اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مقابلہ کی خاص سپرٹ (spirit) خدا تعالیٰ نے اُن میں رکھ دی ہے۔ مخالفین کے مقابلہ پر سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بڑی دلیری سے مقابلہ کرتے ہیں۔ ہاں جب کوئی گالیاں دینے لگ جاتا ہے تو خاموش ہو جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ؎ گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 266)

حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ ہماری بیعت لے کر اندر تشریف لے گئے جب وہ بیعت کرنے آئے تھے۔ ہم پہلی مرتبہ قادیان صرف ایک ہی دن ٹھہرے کیونکہ برادرم منشی عبدالغفور صاحب کی وجہ سے جلدی آنا پڑا کیونکہ وہ ڈرتے ڈرتے ہی گئے تھے کہ لوگوں کو پتہ نہ لگ جائے اُن کے گاؤں میں کہ قادیان گئے ہیں۔ کہتے ہیں لیکن بفضلِ خدا مجھے کسی کا ڈر نہ تھا۔ چاہے کتنے دن اور رہ کر آتا۔ اب جبکہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی ملاقات کا وقت یاد آتا ہے تو بے حد رنج و افسوس ہوتا ہے کہ میں کیوں جلدی چلا آیا...... جب لوگوں کو میرے احمدی ہونے کا پورا یقین ہو گیا تو مجھے بھی تکلیفیں پہنچنے لگیں اور میرا پانی بند کر دیا گیا اور دوکانداروں سے لین دین بند کر دیا گیا اور بھنگی کو بھی منع کر دیا گیا یہاں تک کہ ہمیں دو دو تین تین دن کے فاقے ہونے لگے لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھے اُس نے ثابت قدم رکھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 362)

پھر حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ آرائیں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جبکہ میں بھی ایک مجلس میں اُن کے ساتھ بیٹھا تھا اور یہ بات آج سے (جب انہوں نے یہ لکھوایا ہے، تحریر دی ہے) قریباً ساٹھ سال قبل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ عنوانات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے۔ جب بھی وہ ظاہر ہو تو فوراً اُن کو قبول کر لینا۔ کیونکہ انکار کا نتیجہ دنیا میں تباہی و بربادی ہوتی ہے۔ اور آخرت میں بھی اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ تمام حاضرین کو بار بار یہ نصیحت کی اور یہ بھی کہا کہ اگر مجھے وہ وقت ملا تو میں سب سے پہلے اُن پر ایمان لاؤں گا۔ مگر خدا کی مصلحت کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ اُس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا اور میرے بھانجے رحمت علی نے بیعت کی تو میں نے اُس کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ وہ تو سیّدوں کے گھرانوں میں سے ہو گا۔ جو نشانیاں عام زبان زدِ خلائق تھیں، بتائیں اور کہا کہ تُو تو مرزے کی بیعت کر آیا ہے۔ اس پر اُس نے مجھے کہا کہ اگر اس وقت آپ نے بیعت نہ کی تو بعد میں پچھتاؤ گے۔ ایک دفعہ جا کر اُنہیں دیکھو تو۔ اُن کے بار بار کہنے پر میں قادیان اس خیال سے گیا کہ ہو سکتا ہے یہ سچے ہوں اور میں رہ جاؤں۔ بلکہ میں خود حضرت مسیح موعود سے دریافت کروں گا۔ اگر تسلی ہو گئی تو بیعت کر لوں گا۔ ازاں بعد میں حضرت صاحب کے پاس گیا تو محمد حسن اوجلہ والے نے میرا حضرت صاحب سے تعارف کروایا۔ اس وقت میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور مسجد مبارک میں مفتی محمد صادق صاحب کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ اُس وقت مسجد اس قدر چھوٹی تھی کہ اُس کی ایک صف میں صرف چھ آدمی کھڑے ہو سکتے تھے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھ گیا اور آپ کے پاؤں دبانے لگا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کہ میں نے امام مہدی کے متعلق علماء سے سنا ہوا ہے کہ وہ قرعہ شہر یمن میں (یہ آگے مکّہ لکھا ہوا ہے۔ شاید روایت میں غلط لکھا ہوا ہے) مکّہ کے منارے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور امام مہدی جو سیّدوں کے گھر پیدا ہوں گے نیچے اُن کو ملیں گے۔ اور آپ تو مغلوں کے گھر پیدا ہوئے ہیں۔ یہ کس طرح آپ امام مہدی ہو سکتے ہیں۔ آپ سمجھا دیں تو بیعت کر لوں گا۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری پشت پر ہاتھ رکھا اور مفتی صاحب و مولوی محمد حسن صاحب کو کہا کہ ان کو سمجھائیں۔ مولوی صاحب مجھے لے کر چھاپے خانے (پریس میں) چلے گئے۔ (وہاں جا کے باتیں ہوئیں اور مجھے ساری باتیں سمجھ آ گئیں) تو مَیں نے سمجھ آنے پر مولوی صاحب کو کہا کہ فوراً میری بیعت کروا دیں۔ وہ ظہر کا وقت تھا تو حضرت نے کہا کہ اور سمجھ لو۔ پھر حضور نے میری اور ایک اور شخص کی جو سکھ تھے اور دھرم کوٹ کے رہنے والے تھے، بیعت لی اور اُسی وقت مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ سے دریافت کیا کہ میری لڑکی جوان ہے اور اس کی منگنی اپنی ہمشیرہ کے لڑکے سے کی ہوئی ہے۔ (یہاں ایک اور بھی مسئلہ کا حل انہوں نے بتایا ہے جس کے بارہ میں عموماً سوال اٹھتے ہیں کہ ہمشیرہ کے لڑکے سے اُس کی منگنی پہلے ہی کی ہوئی ہے اور وہ غیر احمدی ہے تو اس کے متعلق کیا کروں؟) تو حضور نے فرمایا کہ ایک پاک وجود کا ٹکڑا غیروں کو دینا اچھا نہیں۔ کیونکہ وہ میرے مخالف ہیں اور جو نسل بھی اس سے پیدا ہو گی وہ میری مخالف ہو گی۔ اس پر میں نے کہا کہ حضور منگنی کو ہوئے تو قریباً اٹھارہ سال ہو گئے تو یہ کس طرح ہو گا؟ اس پر حضور نے فرمایا کہ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ اُسی وقت حضور نے حکم دیا کہ اب تمہاری نماز بھی غیروں کے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد میں اپنے گھر آیا اور دوسرے دن اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر اپنے سسرال راچک گیا اور نماز علیحدہ پڑھنی شروع کی تو لوگوں نے کہا کہ یہ کیا مرزائی ہو گیا ہے؟ تو اس پر میں نے اُنہیں بتایا کہ مَیں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس پر میرے سسر نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ کچھ عالم لاہور سے یہاں آئے ہیں۔ وہ مجھے کہتے ہیں کہ تیری لڑکی کا نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ اس پر سسر نے اُس عالم کو کہا کہ میری لڑکی کا نکاح کیوں فسخ ہوا، تیری لڑکی کا ہو جائے۔ یہ لڑکا تو نیک ہے۔ کئی فرقے مسلمانوں میں ہیں اور سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ پھر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے کہ کہیں لوگ زیادتی نہ کریں اور میرے سالوں نے یعنی بیوی کے بھائیوں نے میری سخت مخالفت کی۔ مَیں نے یہ سمجھ کر کہ کہیں لڑائی نہ ہو جائے، اپنی بیوی کو بتایا کہ مجھے نہ ڈھونڈیں مَیں اپنے گاؤں جا رہا ہوں۔ جب میرے سسر صاحب کو علم ہوا تو انہوں نے ایک آدمی بھیج کر مجھے واپس بلا لیا۔ میری بیوی نے کہا کہ تو کیوں چلا گیا؟ تو مَیں نے کہا کہ معلوم نہیں کہ تیرا کیا ارادہ ہے اور فتنہ کے ڈر سے چلا گیا تھا۔ اُس وقت میری بیوی نے اپنے بھائیوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ اگر احمدیت کا جھگڑا ہے تو مَیں پہلے احمدی اور وہ یعنی خاوند جو ہے بعد میں احمدی ہے۔ جو تم میری امداد کرتے ہو مجھے اس پر کچھ پرواہ نہیں۔ ہمیں رزق خدا دیتا ہے اس کے ساتھ جاؤں گی۔ میرا خدا رازق ہے۔ وہ

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

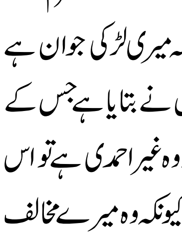

جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

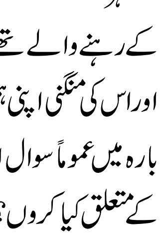

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

اُٹھ کر میرے ساتھ چل دی۔ اس کے باپ نے پکڑ لیا اور کہا کہ جب تک مَیں زندہ ہوں، اُس وقت تک تو مَیں دوں گا یعنی اپنے گھر رکھوں گا، جب بھائیوں سے مانگنا پڑے گا اُس وقت تُو جانے یا وہ۔ پھر انہوں نے غلّے کے دو گدھے لدوائے اور کپڑے وغیرہ دیئے اور ہمیں یہاں پہنچایا۔ اُس وقت میرے دولڑکے ابراہیم، جان محمد اور ایک لڑکی برکت بی بی تھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جس لڑکی کے متعلق دریافت کرنے پر کہا تھا کہ غیروں سے نکاح کرنا درست نہیں، مَیں نے آتے ہی ایک رات میں سب بندوبست کر کے اُس کا نکاح اپنے گاؤں میں میاں سلطان علی صاحب سیکرٹری سے کر دیا۔ اُس کی وجہ سے میری بیوی کو میری ہمشیرہ کی طرف سے تکلیف پہنچنے کا خیال تھا مگر حضور کے حکم کو مدّنظر رکھتے ہوئے اس کام کی رضامندی کا اظہار کر دیا اور اُس کو بھیج دیا۔ یعنی احمدی گھر نکاح کر دیا۔ صبح ہوتے ہی لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ غلام محمد بے ایمان ہو گیا ہے اور میرے چند رشتہ داروں نے جو غیر احمدی تھے مجھے سخت ایذائیں دیں، بڑی تکلیفیں دیں اور بہت زیادہ مارا پیٹا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ جلد 1 صفحہ 82 تا 84)

حضرت حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا بڑا لڑکا عبدالرحمن جو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا، 1907ء میں سکول میں ہی فوت ہو گیا۔ اُس کی سخت بیماری کی خبر سن کر میں باہر سے آیا۔ حضرت مولوی نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ اس کا علاج فرما رہے تھے۔ میں حضرت صاحب کے پاس گیا۔ حضور نے اپنے پاس سے کچھ گولیاں دیں کہ دودھ میں گھس کر دو۔ (گھول کر دے دو۔) ابھی یہ گولیاں نہ کھلائی تھیں کہ وہ فوت ہو گیا۔ میں نے نعش کو فیض اللہ چک لے جانے کی اجازت طلب کی جو دے دی گئی۔ دوسرے جمعہ پر میں جب پھر قادیان گیا تو مجھے دور سے دیکھ کر فرمایا میاں نبی بخش آ جاؤ۔ اُس وقت بڑے بڑے آدمی حضور کے پاس بیٹھے تھے لیکن حضور نے مجھ حقیر ناچیز کو اپنی دائیں طرف بٹھایا اور فرمایا میاں نبی بخش معلوم ہوتا ہے آپ نے بڑا صبر کیا ہے۔ میری کمر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ہم نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے اور کرتا رہوں گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نعم البدل دے گا۔ (چنانچہ پھر اُن کی اولاد بھی ہوئی۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 304-303)

وقت ہے تو کچھ دینی غیرت کے واقعات بھی ہیں جو پیش کرتا ہوں۔

حضرت ڈاکٹر محمد طفیل خان صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان تھی کہ جس کسی نے بھی حضور کی ذلت و رسوائی چاہی وہ سزا سے نہ بچ سکا۔ ایک مولوی غوث محمد صاحب ساکن بھیرہ مشن سکول بٹالہ میں عربک ٹیچر تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے اپنے مدرسے کے مسلم سٹاف کے روبرو سیدنا حضرت صاحب کی شان میں سخت گستاخانہ کلمات منہ سے نکالے۔ مجھے اُن کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری۔ میں اُن کی اس نازیبا حرکت کی شکایت کے لئے مسٹر بی ایم سرکار ہیڈ ماسٹر کے پاس گیا۔ لیکن وہاں پہنچنے پر برق کی طرح (جب دروازے پر پہنچا تو کہتے ہیں بجلی کی طرح) میرے دل میں خیال آیا کہ ہیڈ ماسٹر صاحب تو مسیحی ہیں، عیسائی ہیں۔ باعتبار مذہب اُن کو مجھ سے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے لوگوں سے بہر حال اُن کو زیادہ ہمدردی ہے کیونکہ اُن کے وجود سے اُن کے مذہب کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس لئے وہ قصور میری طرف ہی منسوب کریں گے۔ مَیں رُک گیا لیکن اُسی وقت میرا دل اللہ کریم سے دعا کی طرف مائل ہو گیا اور میں نے دعا کی کہ مولیٰ کریم! اس شخص نے گو حضور کے ...... پیارے مرسل (یعنی اللہ تعالیٰ کو کہا کہ تیرے پیارے مرسل) کے متعلق سخت گستاخی کے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ جہالت اور عدمِ علمی کی وجہ سے اُس کے منہ سے ایسے الفاظ نکل گئے ہوں اور حقیقت کے معلوم ہونے پر تائب ہو جائے۔ اس لئے اللہ کو درخواست کی کہ تیرے حضور، تیری درگاہ سے یہ چاہتا ہوں کہ حضور اُن کو کوئی ایسا نشان دکھائیں جو ان کے لئے عبرت کا تو باعث ہو لیکن اس میں اُن کے لئے کوئی سزا مقدر نہ رکھی جائے۔ (عبرت بھی ہو لیکن سزا بھی نہ ہو یہ شرط رکھی۔) تو خدا تعالیٰ نے اُس کو یہ نشان دکھایا کہ ریل میں سفر کرتے اُن کا ڈیڑھ دو ماہ کا بچہ کئی دفعہ اپنی ماں کی گود سے گرا اور گر کر اُچھلا اور گاڑی کے فرش پر بھی گرا لیکن چوٹ سے محفوظ رہا۔ جب انہوں نے اس حادثے کا اپنے سفر سے واپسی پر احباب میں ذکر کیا تو میں نے اُن کو بتایا کہ آپ کے اُس دن کے واقعہ کے بعد میں نے دعا کی تھی کہ آپ کو کوئی ایسا نشان دکھایا جائے جس میں آپ مضرت سے محفوظ رہیں۔ یعنی کہ اُس کے نقصان سے محفوظ رہیں۔ اس دعا کے مطابق خدائے کریم نے آپ کو نشان دکھا تو دیا ہے اس کی قدر فرمائیں۔ لیکن انہوں نے شوخی سے جواب دیا کہ یہ اتفاق ہے۔ میں کسی نشان کا قائل نہیں ہوں۔ چونکہ اس نشان سے انہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا۔ خدا نے اُن کو پھر اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ بخار میں اچانک مبتلا ہو گئے اور اسی بخار سے مر گئے لیکن مرنے سے پہلے اُن کو واضح ہو گیا کہ یہ سزا اُن کو اُن کی بدزبانی کی وجہ سے ملی ہے۔ اس لئے اپنی خطرناک حالت میں انہوں نے مجھے بار بار بلایا اور میرے جانے پر وہ کہنے لگے کہ آخر آپ نے میری شکایت کر دی۔ حالانکہ آپ نے کہا تھا کہ میں شکایت نہیں کروں گا۔ لیکن مجھے اپنی غلطی کا پتہ لگ گیا ہے اور اب مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ ہی سچے تھے اور مَیں جھوٹا تھا"۔ (کم از کم یہ شرافت تو مرتے مرتے انہوں نے دکھائی۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 156 د رضی اللہ عنہ)

حضرت حافظ مبارک احمد صاحب لیکچرر جامعہ احمدیہ قادیان حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں روایت بیان کرتے ہیں کہ مولوی خان ملک صاحب اپنی شہرت کے لحاظ سے تمام پنجاب بلکہ ہندوستان میں بھی مشہور تھے اور اکثر علماء اُن کے شاگرد تھے لیکن باوجود اس عزت اور شہرت کے نہایت سادہ مزاج اور صوفی منش تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کوئی سخت لفظ نہیں سن سکتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جلال پور شریف والے پیر مظفر شاہ صاحب نے اُن کو اپنے صاحبزادوں کی تعلیم کے لئے بلایا لیکن انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایک سخت کلمہ کہا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ مَیں آپ کے بچوں کو پڑھانے کے لئے تیار نہیں۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 169)

حضرت منشی امام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے جب مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین نے مسجد مبارک کے نیچے دیوار کھینچ کر راستہ بند کر دیا تو احمدیوں کو اس سے بہت تکلیف پیدا ہو گئی جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عدالت میں چارہ جوئی کا ارشاد فرمایا۔ اس موقع پر مجھے اور اخویم منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی کو بھی ارشاد فرمایا کہ تم اپنے حلقوں میں سے ایسے ذی عزت لوگوں کی شہادت دلواؤ جو دیوار کے گزرنے سے پہلے اس راستہ سے گزرتے ہوں۔ چنانچہ میں اپنے حلقہ سے فقیر نمبردار لوہ چپ کو قادیان لایا کیونکہ یہاں ہی جیوری آئی ہوئی تھی۔ چنانچہ اُس نے شہادت دی کہ بندوبست کے دنوں میں ہم یہاں آتے رہے ہیں اور اس راستہ سے گزرتے رہے ہیں۔ بعض دفعہ گھوڑوں پر سوار ہوا کرتے تھے۔ مرزا نظام الدین نے اس سے شہادت سے پہلے دریافت کیا کہ تم شہادت کے لئے آئے ہو۔ فقیر نمبردار نے جواب دیا ہاں۔ اس پر مرزا نظام الدین نے اُس سے سخت کلامی کی جس کے جواب میں فقیر نے کہا کہ مرزا صاحب اگر آپ مجھے گالیاں دیں گے تو جب آپ ہمارے علاقہ میں شکار کے لئے نکلیں گے تو ہم اس سے بھی زیادہ سختی آپ پر کریں گے جس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اُس واقعہ کے بعد مرزا نظام الدین جو کہ میرے پہلے سے واقف تھے بوجہ ناراضگی ایک سال تک نہ بولے۔ (ان سے بات نہیں کی) ایک سال کے بعد میں اتفاقاً گورداسپور گیا ہوا تھا اور عدالت کے باہر ایک عرضی نویس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں مرزا نظام الدین بھی آ گئے اور کہنے لگے۔ منشی صاحب! آپ مجھ سے ناراض کیوں ہیں اور بولتے کیوں نہیں؟ مَیں نے کہا میں آپ کے ساتھ اگر بات کروں اور آپ ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں سخت کلامی کریں تو مجھے تکلیف ہو گی۔ کہنے لگے مَیں اُن کو بزرگ سمجھتا ہوں۔ اُن کی وجہ سے مجھے بہت فائدہ پہنچا ہے۔ مَیں نے اپنے باغ کی لکڑی ہزاروں روپے میں فروخت کی ہے اور اب سبزی سے ہزاروں روپے کی آمد ہوتی ہے۔ اُن کے یہ بھی الفاظ تھے کہ اب مجھے ولایت کی طرح آمد ہوتی ہے۔ (یعنی بہت زیادہ آمد ہوتی ہے۔ تو پھر) مَیں نے کہا کہ ٹھیک ہے اگر آپ کے یہ خیالات ہیں تو مَیں صلح کرتا ہوں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 319 تا 321)

خلیفہ نورالدین صاحب سکنہ جمّوں فرماتے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی احمدیت سے بہت پہلے کے میرے دوست تھے۔ ایک دفعہ وہ چینیاں والی مسجد لاہور میں نماز پڑھا رہے تھے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور اپنی علیحدہ نماز ادا کی۔ مولوی صاحب نماز سے فارغ ہو کر مجھے نماز پڑھتے دیکھ کر سمجھے کہ شاید میں نے اُن کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اور بہت خوش ہوئے۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جو بھی مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے وہ آپ ہی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا تو الگ رہا مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی غیر احمدی میرے پیچھے نماز پڑھے۔ مولوی صاحب یہ سن کر بڑے متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ دوسرے احمدیوں کا تو یہ عقیدہ نہیں اور وہ تو اپنے پیچھے کسی غیر احمدی کو نماز پڑھنے سے نہیں روکتے۔ (ہر ایک کا اپنا اپنا مزاج اور سوچ ہوتی ہے۔ اچھا واقعہ ہے۔) میں نے کہا مولوی صاحب خدا فرماتا ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى (التوبة: 113) کہ نبی اور مومنوں کو چاہئے کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت نہ طلب کیا کریں، اگرچہ وہ اُن کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ کیا آپ کے عقائد مشرکانہ نہیں؟ مجھے تو آپ کے عقائد مشرکانہ لگتے ہیں اور یوں بھی مَیں بحیثیت امام اپنے غیر احمدی مقتدی کے لئے کیا دعا کروں گا کہ یا اللہ مجھے بخش اور اس کو بھی بخش دے جو تیرے مسیح کا منکر ہے اور اُسے گالیاں دیتا ہے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا تو حضور ہنس پڑے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رضی اللہ عنہ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 82-81)

محمد نذیر فاروقی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کئی سال گزرنے کے بعد 1908ء میں خود اپنے گاؤں اور گردونواح میں حکیم صاحب کی مخالفت نے زور پکڑا اور ایسی تکالیف رونما ہوئی کہ جن کی تفصیل کے لئے ایک اچھے خاصے وقت کی ضرورت ہے۔ لیکن اس امر کا اظہار موجب خوشی ہے کہ ہر ایسی تکلیف میں وہ ثابت قدم رہے اور اپنی خود

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

داری اور غیرت کو کبھی بھی ملیا میٹ نہ ہونے دیا جس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے حکیم صاحب کی مالی حالت کو بہتر سے بہتر بنا دیا اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے تھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 236)

حضرت شیخ زین العابدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قریب البلوغ تھا کہ حضرت صاحب کے پاس قادیان آیا۔ ابھی نیا نیا نوجوان تھا۔ بلوغت کی عمر کو پہنچ رہا تھا۔ حضور نے فرمایا میاں زین العابدین! کیا ابھی تک آپ کی شادی کا کوئی انتظام ہوا ہے یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! منگنی ہوئی تھی مگر میرے احمدیت کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے۔ مسکرا کے فرمایا کہ تم نے تو ابھی تک بیعت نہیں کی پھر احمدیت کی وجہ سے کیسے رشتہ نہ ہو سکا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو کافر کہو اور مَیں یہ کہہ نہیں سکتا۔ مَیں نے اُنہیں جواب دیا تھا کہ اگر تم ایک لڑکی کی بجائے دس لڑکیاں دو تو بھی مَیں مرزا صاحب کو ولی اللہ ہی کہوں گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جو کچھ کرے گا بہتر کرے گا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ-5960)

اللہ تعالیٰ ان تمام صحابہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں میں بھی صبر اور استقامت اور ثباتِ قدمی جاری فرمائے اور احمدیت اور خلافت سے ہمیشہ ان کا پختہ تعلق رہے۔

آج ابھی نمازِ جمعہ کے بعد میں ایک دو جنازے پڑھاؤں گا جن میں سے ایک جنازہ حاضر ہے جو مکرمہ امۃ الحفیظ خانم صاحبہ اہلیہ مکرم شمس الحق خان صاحب مرحوم کا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا وہ رہنے کے لئے یہاں آئی تھیں۔ اور ان کا کیس وغیرہ بھی پاس ہو گیا تھا، لیکن بہر حال 8/اپریل کو اُن کی اکاسی سال کی عمر میں وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ لمبا عرصہ کوئٹہ کی صدر لجنہ رہی ہیں۔ ان کو بڑی لمبی توفیق ملی ہے۔ پھر اُس کے بعد لاہور آئی ہیں تو وہاں اپنے حلقے کی صدر رہی ہیں۔ تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ یہاں بھی جب آئی ہیں تو اس عمر میں بھی کوشش یہ تھی کہ انگریزی کے چند فقرے سیکھ لیں تا کہ تبلیغ کر سکیں۔ بڑی نیک، دعا گو، نمازوں کی پابند، نوافل کی پابند، خدمتِ خلق کرنے والی اور اس کے جذبے سے سرشار خاتون تھیں۔ غریبوں کی ہمدرد تھیں۔ خلافت سے بھی غیر معمولی اور والہانہ محبت تھی۔ بڑی اخلاص اور وفا سے پُر تھیں۔ بچوں کی تربیت کا بہت خیال رکھتی تھیں اور اُنہیں ہمیشہ خلافت اور نظامِ جماعت کی تلقین کرتی تھیں۔ ایک بٹا آٹھ (1/8) حصہ کی موصیہ تھیں۔ ان کی حالت تو مَیں نے دیکھی ہے جماعت سے اور خلافت سے جو وابستگی ہے اس میں یہ بہتوں کے لئے نمونہ تھیں۔ پسماندگان میں ان کی چار بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ ڈاکٹر مجیب الحق خان صاحب جو ہمارے یہاں لندن ریجن کے زعیم اعلیٰ ہیں ان کی یہ بڑی ہمشیرہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تربیت کی ہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد کا بھی جماعت اور خلافت سے بے انتہا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بھی بڑھاتا چلا جائے اور اُن کی نسلوں میں بھی جاری رکھے تا کہ یہ جو تعلق ہے اور جماعت سے وابستگی ہے یہ اس وجہ سے مرحومہ کی روح کے لئے بھی تسکین کا باعث بنتا رہے۔ ان کا ابھی نمازِ جنازہ جمعہ کے بعد ہوگا۔ مَیں باہر جا کر پڑھاؤں گا۔ احباب یہیں صفیں درست کر لیں۔

دوسرا جنازہ مکرم سید محمد احمد صاحب کا ہے جو سید محمد افضل صاحب رضی اللہ عنہ صحابی کے بیٹے تھے اور ان کی والدہ استانی سردار بیگم صاحبہ نے بھی لمبا عرصہ سکول میں جماعت کی خدمت کی ہے۔ صحابیہ تو نہیں تھیں۔ بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کر لی لیکن دیکھا نہیں تھا، بلکہ شاید اپنے خاوند سے پہلے بیعت کی تھی۔ سید محمد احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے صاحبزادے مرزا خلیل احمد صاحب کے رضاعی بھائی بھی تھے اور حضرت ام طاہر کی بیٹی صاحبزادی امۃ الباسط ان کے دوسرے بھائی کی رضاعی بہن تھیں۔ ان کے ایک بیٹے منور احمد صاحب ہیں جو صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کے داماد ہیں اور ایک بیٹے ڈاکٹر سید مظفر احمد صاحب یہیں اسکنتھورپ میں ڈاکٹر ہیں۔ ایک امریکہ میں ہیں۔ اسی طرح ان کے باقی بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی جماعت سے وابستہ رکھے اور نسلوں کو بھی خدمت کی توفیق دے۔ خود بھی یہ بائیس سال اپنے حلقہ ڈیفنس لاہور میں صدر رہے ہیں۔ انہوں نے جماعت کی خدمت کی ہے اور بڑی محنت سے انہوں نے وہاں گیسٹ ہاؤس کا ایک کمپلیکس خود نگرانی میں اور کم خرچ میں تعمیر کروایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔ ان کا جنازہ غائب ہے جو حاضر جنازے کے ساتھ ہی پڑھا جائے گا۔

❁❁❁

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

بقیہ: اداریہ از صفحہ 2

محلہ جات کے تعاون سے ایسے افراد کی فوری اور مکمل لسٹیں تیار کروائی گئیں خاکسار کی عمر اُس وقت تقریباً ۱۴ سال تھی۔ اور مجھ سے چھوٹی میری دو ہمشیرگان اور چھوٹا بھائی شریف احمد تھا جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے اور میری والدہ محترمہ تھیں۔ سب کو ایک ایک ٹکٹ دیا گیا۔ ہر فیملی صرف ایک ٹرنک درمیانہ سائز کا ساتھ لے جا سکتی تھی۔ چونکہ گنجائش کم تھی اس لئے اس پر سختی سے عمل درآمد کیا گیا۔ قواعد کی پابندی کا اندازہ اس بات سے کریں کہ میرے بڑے بھائی منیر احمد (مرحوم) کو روک لیا گیا کیونکہ ان کی عمر پندرہ سال سے چند ماہ زیادہ تھی۔ اور ہم سب بقیہ افراد کو جانے کی اجازت دی گئی۔ ہم لوگ جس قافلہ میں تھے وہ صرف دو ٹرکوں پر مشتمل تھا۔ اور دو بلوچ فوجی حفاظت کیلئے ساتھ تھے۔ اللہ کے فضل سے بخیریت لاہور پہنچ گئے۔ اس شاندار ایڈیشن کیلئے ہدیہ تہنیت پیش خدمت ہے۔"

❁ مکرم شریف احمد بانی صاحب کراچی سے تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"میرا بھتیجا عزیزم تنویر احمد بانی کلکتہ سے جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۱۱ء میں شامل ہوا تھا۔ اُس نے اخبار بدر قادیان کا "درویشان قادیان نمبر" مجھے بھجوایا ہے۔ اتنا عمدہ اور شاندار خاص نمبر شائع کرنے پر میں تہ دل سے آپ کو اور آپ کے تمام عملے کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔"

ضروری تصحیحات: بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ اس تاریخی نمبر میں کسی قسم کی غلطی نہ رہے لیکن چند ایک اغلاط سامنے آئیں ہیں جو احباب کے شکریہ کے ساتھ بعد تصحیح درج کی جارہی ہیں۔

❁ مکرم عبد الوکیل نیاز صاحب قادیان تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے والد محترم عبد الرشید نیاز صاحب درویش کے حالات مندرج صفحہ 167 میں محترم والد صاحب کی اولاد کے ذکر میں تین بیٹوں اور ایک بیٹی کا ذکر ہے، جو کہ غلط ہے۔ ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہیں۔

❁ مکرم عبد الرؤف نیّر صاحب قادیان اپنے والد صاحب کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

آپ کے دادا مکرم حاکم علی شاہ صاحب پیشاور سے اکیلے ہجرت کر کے غالباً موضع پنڈوری ہوشیار پور آ گئے تھے اور وہاں کے ایک خاندان سنگ جٹ میں پناہ گزیں ہوئے۔ جس کی وجہ سے اس خاندان کے ساتھ گہرے تعلقات و قرابت داری بھی ہے۔ اور آپ کا خاندان یوسف زئی پٹھان ہے۔

۲۔ آپ کے والد صاحب کی بجائے والدہ محترمہ بچپن میں وفات پا گئیں تھیں۔ دادا جان نے دوسری شادی کر لی جس کی وجہ سے آپ کی پرورش اور ابتدائی تعلیم و تربیت ننہال میں ہوئی۔ دوسری والدہ سے آپ کے دو بھائی مکرم عبد الغفور صاحب بشیر آباد سندھ اور محمد یعقوب صاحب مرحوم آف ربوہ ہیں اور تین بہنیں ثریا بیگم عائشہ بیگم اور طاہرہ بیگم جو کہ بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔"

❁ مکرم عمر دین دہلوی صاحب قادیان تحریر کرتے ہیں:

"بدر کے ایڈیشن درویش نمبر میں جو درویشوں کی فہرست چھپی ہے اُس میں خاکسار کے بھائی قمر الدین صاحب درویش کے والد صاحب کا نام ابراہیم لکھا گیا ہے۔ جبکہ خاکسار کے والد صاحب کا نام شیخ محمد عمر متوطن سرسپور دہلی ہے۔ تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۲ میں والد صاحب کا نام شیخ محمد عمر لکھا ہے۔ دہلی سے ۴۸ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے والوں میں میرے والد صاحب بھی تھے۔ گروپ فوٹو میں ان کی تصویر بھی ہے۔ ۴۸ء میں جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے والے پولیس کی نگرانی میں قادیان آئے تھے۔"

❁ مکرم منصور احمد مشہود ولد چودھری مقصود احمد صاحب جماعت احمدیہ بھلیر انوالہ ضلع گجرات۔ پاکستان تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کو اس سال جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ پریس میں گیا اخبار بدر کا درویشان نمبر چھپ رہا تھا۔ خاکسار کے دادا کے بھائی کا نام سہواً علی محمد ولد چوہدری اکبر علی چھپ گیا ہے جبکہ ان کا نام محمد علی ولد چوہدری اکبر علی ہے۔

(حوالہ تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۸۵ نمبر شمار ۲۶۸ ایڈیشن ۲۰۰۷ اشاعت یو کے)

❁ مکرم شریف احمد بانی صاحب کراچی سے تحریر کرتے ہیں کہ

سیٹھ محمد صدیق بانی صاحب کی اہلیہ کا نام سہواً زینب خاتون شائع ہوا ہے جبکہ اصل نام زبیدہ بانی صاحبہ ہے۔

❁ مکرم منظور احمد صاحب بھٹی پونچھی کارکن نظارت دفتر دعوت الی اللہ تحریر کرتے ہیں کہ ان کے بہنوئی کا درست نام مکرم عبد الاحد خان صاحب ولد مکرم فتح محمد خان صاحب قوم افغان ہے۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

"اخبار بدر کے لئے قلمی و مالی تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہوں"

خوشا نصیب کہ ہم قادیاں میں رہتے تھے

(مکرم شریف احمد بانی صاحب کراچی)

ہمارا آبائی وطن چنیوٹ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے عہدِ مبارک میں ہی آپ کا پیغام چنیوٹ پہنچ گیا تھا۔ ایک بزرگ شیخ عطا محمد صاحب (اسٹامپ فروش) آپؑ کے صحابہ میں شامل تھے۔ میرے دادا کے چھوٹے بھائی حاجی میاں تاج محمود صاحب نے بذریعہ خط غالباً 1902 میں بیعت کی تھی۔ ایک اور بزرگ شیخ محمد حسین صاحب نے بھی اُسی زمانہ میں بذریعہ خط بیعت کی تھی۔

حاجی تاج محمود صاحب بہت ہی متقی، پرہیزگار بزرگ تھے۔ قرآن مجید سے آپ کو عشق تھا۔ جب آپ احمدی ہو گئے تو بہت مخالفت بھی ہوئی۔ آپ کاروبار کے سلسلہ میں کلکتہ میں قیام پذیر تھے۔ ایک دن اپنی دکان کے قریب ایک مسجد میں نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے تو مسجد کے امام صاحب نے بلا لیا۔ اور پوچھا کہ آپ کیوں احمدی ہو گئے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کی بیعت کیوں کی ہے حاجی صاحب نے کہا کہ حضرت رسول پاکؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب امام مہدیؑ ظاہر ہوں تو اُن کی پیروی کرنا۔ میں تو صرف حضورؐ کے ارشاد کی پیروی میں احمدی ہوا ہوں اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھ سے پوچھے گا کہ تم نے میرے مامور کو کیوں قبول نہیں کیا۔ تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس پر اُس مولوی نے کہا کہ قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھے گا تو آپ کہنا۔ مجھے مولوی عبد الجبار نے منع کیا تھا۔ اس لئے اس کا حساب مولوی عبد الجبار سے پوچھیں۔ حاجی صاحب بڑے سادہ انسان تھے اور بحث مباحثہ میں نہیں پڑتے تھے وہ خاموش ہو گئے اور اُٹھ کر چلے آئے۔ جب یہ گفتگو ہو رہی تھی تو اُسی مسجد میں شیخ محمد حسین صاحب بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے یہ ساری باتیں سن لیں۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ بھی مسجد سے باہر نکلے اور حاجی تاج محمود صاحب کو کہا ''حاجی صاحب! آپ نے آدھے چنیوٹ کو قرآن پڑھایا ہے۔ آپ نے مولوی صاحب کو یہ جواب کیوں نہ دیا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ کوئی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ آپ کس طرح میری جگہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔''

حاجی صاحب بیان کرتے تھے کہ یہ بات سن کر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے اور آپ نہایت مضبوطی سے احمدیت پر قائم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لمبی عمر عطا فرمائی اور آپ تقریباً سو سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے شیخ محمد یعقوب صاحب ایک لمبا عرصہ قادیان میں درویش رہے۔ آخر عمر میں بیماری کی وجہ سے علاج کیلئے اپنے بیٹوں کے پاس ڈھاکہ چلے گئے اور وہیں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آسودہ خاک ہیں۔

میرے دادا حاجی سلطان محمود صاحب بڑے نیک انسان تھے اور خدمت خلق کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ جب کلکتہ سے ایک دو ماہ کیلئے چنیوٹ آتے تو مختلف مساجد میں تربیتی رنگ میں وعظ و نصیحت کرتے آپ نے چنیوٹ میں ''اسلامیہ ہائی سکول'' کی بنیاد رکھی اور محدود وسائل کے باوجود یہ مدرسہ ان کی زندگی میں جاری رہا۔ بعد ازاں چنیوٹ شیخ برادری نے اجتماعی ذمہ داری اٹھا لی اور یہ مدرسہ ترقی کر کے اب کالج بن گیا ہے۔ برادری نے انہیں ''بانی'' کے خطاب سے نوازا۔ جس کی وجہ سے اب ہمارا خاندان 'بانی' کہلاتا ہے۔

اپنے چھوٹے بھائی کے احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے دادا جان کی توجہ بھی احمدیت کی طرف ہوئی اور انہوں نے مختلف علما سے معلومات حاصل کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن عمر نے وفا نہیں کی۔ اور وہ جوانی میں ہی ۱۹۱۰ میں وفات پا گئے اور احمدیت کی سعادت نہ پا سکے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکیوں کو ضائع نہیں کیا اور ان کی اولاد احمدیت کے خدام میں شامل ہے۔

دادا جان کی وفات کے وقت میرے والد میاں محمد صدیق بانی صاحب کی عمر صرف دس سال تھی۔ ایک بھائی اور دو بہنیں آپ سے چھوٹے تھے والد کی وفات سے آمدنی کے ذرائع بند ہو گئے۔ تین چار سال تو کسی نہ کسی طرح گذر بسر ہوئی۔ پھر والدہ نے بیٹے سے کہا کہ کوئی کام کرو تا کہ گھر کا گذارہ چلے۔ چنانچہ میرے والد محمد صدیق بانی صاحب تیرہ چودہ سال کی عمر میں تلاش روزگار کیلئے کلکتہ روانہ ہو گئے اور ایک لمبا عرصہ مختلف جگہوں پر ملازمت کی۔ لیکن بعد ازاں اپنی خداداد ذہانت اور سخت محنت کی عادت سے اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ترقی کی۔

کلکتہ میں قیام کے دوران اپنے چچا حاجی میاں تاج محمود صاحب کی سرپرستی بھی حاصل رہی۔ حاجی صاحب کا اوڑھنا بچھونا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تلاوت قرآن پاک تھی۔ وہ اپنے ساتھ درس قرآن مجید میں بھی شامل کرتے۔ اور احمدیت کے بارہ میں گفتگو بھی فرمایا کرتے۔ والد صاحب نے ۱۸ سال کی عمر میں ۱۹۱۸ میں بذریعہ خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کر لی اور پھر اگلے سال ۱۹۱۹ میں قادیان حضرت صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر دستی بیعت کی سعادت بھی حاصل کی۔

ابتدا میں ہماری دادی نے احمدی ہو جانے پر والد صاحب کی سخت مخالفت کی۔ لیکن بعد میں جب مشاہدہ کیا کہ والد صاحب احمدی ہونے کے بعد نمازوں کی سختی سے پابندی کرنے لگے ہیں۔ قرآن پاک کی تلاوت میں باقاعدگی آگئی اور گھر والوں سے سلوک بہت بہتر ہو گیا ہے۔ تو اُن کی توجہ بھی احمدیت کی طرف ہوئی۔ اور وہ اپنے چھوٹے بیٹے میاں محمد یوسف بانی صاحب کو ساتھ لے کر خود قادیان آگئیں اور قریباً ایک ماہ قادیان میں رہ کر حضرت اماں جانؓ اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے رہن سہن کا بغور مطالعہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے احمدیت کی فدائی بن کر چنیوٹ واپس لوٹیں۔

اُس زمانہ میں ہماری برادری کے لوگ کاروبار کے سلسلہ میں زیادہ تر کلکتہ میں رہتے تھے۔ دو تین سال کے بعد ایک دو ماہ کیلئے چنیوٹ اپنی فیملیوں کے پاس آتے تھے۔ میرے والد صاحب کا بھی یہی دستور تھا۔ لیکن وہ جب بھی چنیوٹ آتے تو چند روز کیلئے قادیان ضرور حاضر ہوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ملاقات سے فیضاب ہوتے۔

جس سال آپ نے بیعت کی اُس سال جلسہ سالانہ کے بارہ میں آپ بیان کرتے ہیں کہ پنجاب میں انفلوئنزا کی وبا کے مدنظر ۱۹۱۸ میں دسمبر کے اواخر میں جلسہ سالانہ نہیں ہوا بلکہ حضرت صاحب کے ارشاد پر یہ جلسہ مارچ ۱۹۱۹ میں منعقد ہوا۔ مجھے چنیوٹ سے جا کر شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ ریل بٹالہ تک تھی۔ جہاں سے قادیان تک کی گیارہ میل کی کچی سڑک کی مسافت ٹانگہ پر طے کی۔ حضرت اقدس کے دست مبارک پر گول کمرہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔

اس جلسہ سالانہ کی خاص بات یہ تھی کہ حضور نے اپنی افتتاحی تقریر میں اعلان فرمایا کہ غیر مبائعین کچھ عرصہ سے خواہش رکھتے تھے کہ جماعت احمدیہ قادیان کے اجتماع میں اپنے عقائد و خیالات بیان کریں اس لئے اس جلسہ کے موقع پر انہیں ایک تقریری مناظرہ کرنے کی اجازت دی ہے مگر کسی کو یہ حق نہیں ہو گا کہ آئندہ اس اجازت کی نظیر پیش کر کے اس مقدس سٹیج پر اپنے عقائد و خیالات پیش کرنے کا مطالبہ کر سکے۔ جلسہ کے دوسرے دن کے پہلے اجلاس کے صدر حضرت میر محمد اسحاق صاحب ہوں گے۔ ہماری طرف سے مناظر حضرت حافظ روشن علی صاحب ہوں گے اور غیر مبائعین کی طرف سے سید مدثر شاہ صاحب مناظر ہوں گے۔ ہماری حیثیت مدعی کی ہو گی۔ لاہور سے غیر مبائعین کی پارٹی کے ہمراہ شیخ مولا بخش صاحب لائلپور والے اور شیخ محمد امین صاحب سوداگر چرم بھی تشریف لائے تھے۔ حافظ صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز آیت خاتم النبیین سے کیا۔ آپ کی تقریر نہایت مدلل اور پرمعارف تھی۔ لیکن جواباً سید مدثر شاہ صاحب نے کسی قرآنی آیت کا حوالہ نہیں دیا اور ادھر اُدھر کی باتوں میں اپنا وقت ختم کر دیا۔ حاضرین پر غیر مبائعین کے عقائد کی قلعی کھل گئی اور یہ صاحبان ناکام واپس لوٹ گئے۔

جناب والد صاحب نے اس کے بعد اپنا معمول بنا لیا تھا کہ جب بھی کلکتہ سے چنیوٹ اپنے بچوں سے ملنے آتے تو قادیان کی زیارت کیلئے ضرور حاضر ہوتے۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ حضورؓ کو آپ سے محبت تھی اور جناب والد صاحب کے ساتھ بڑی شفقت فرماتے۔ والد صاحب کی حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ باقاعدہ خط و کتابت تھی۔ خلافت جوبلی کا جلسہ ۱۹۳۹ میں ہوا۔ والد صاحب اُس جلسہ میں بھی شامل ہوئے۔ میرے بڑے بھائی میاں منیر احمد بانی مرحوم کی عمرِ اُس وقت پانچ یا چھ سال تھی۔ ان کو بھی والد صاحب اپنے ہمراہ قادیان لے گئے۔ برادرم منیر احمد صاحب نے اس جلسہ کا احوال اپنے ایک مضمون میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

''خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مصلح موعود کو لاکھوں عشاق عطا فرمائے۔ لیکن یہ خاکسار جب حضور پر عاشق ہوا تو میری عمر صرف پانچ سال کی تھی۔ ۱۹۳۹ کا جلسہ سالانہ خلافت کی سلور جوبلی کا جلسہ تھا۔ ہم بچے بھی اس موقعہ پر قادیان جانے کیلئے بضد ہوئے۔ اس زمانہ میں مجھے جلسہ کی برکات اور فوائد کا تو علم نہ تھا۔ قادیان جانے کا مقصد حضور کا دیدار کرنا تھا احمدیہ چوک میں بنگال کی جماعتوں کے ساتھ حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جناب والد صاحب نے باری آنے پر میرا ہاتھ حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضور کا جو تصور ذہن میں قائم کر رکھا تھا اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل پایا۔ مصافحہ سے ایک بجلی کی رو میرے بدن سے گزر گئی۔ خاکسار شعور کے پختہ ہونے تک بجلی کی اس رو پر بہت حیراں رہا''۔

چنیوٹ ہمارا وطن تھا۔ یہاں ہماری آبائی جائداد اور مکانات تھے۔ تمام عزیز و اقارب اور برادری یہاں رہتی تھی لیکن جناب والد صاحب قادیان کے مقدس روحانی ماحول سے اتنے متاثر تھے کہ آپ نے فیصلہ کر لیا کہ مستقل ہجرت کر کے قادیان میں قیام کریں گے چنانچہ ۱۹۳۹۔۱۹۴۰ میں آپ بال بچوں سمیت مستقل رہائش کیلئے قادیان آ گئے۔ شروع میں محلہ دارالرحمت میں ایک مکان کرایہ پر لے کر رہائش اختیار کی۔ کچھ عرصہ دارالعلوم میں بھی کرایہ کے مکان میں رہے۔ بعد میں غالباً ۱۹۴۱ میں محلہ دارالبرکات میں اپنا مکان خرید لیا۔ تقسیم ملک تک اسی مکان میں ہماری رہائش رہی۔

اس مکان کی خرید کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے۔ یہ نوتعمیر شدہ مکان مکرم شیخ فضل حق صاحب گارڈ نے بڑے شوق سے اپنی رہائش کیلئے تعمیر کروایا تھا لیکن کسی ضرورت کی وجہ سے ان کو یہ مکان فروخت کرنا پڑ رہا تھا قیمت فروخت انہوں نے بارہ ہزار روپے بتائی۔ لیکن یہ شرط رکھی کہ آپ کسی سے اس فروختگی کا

ذکر نہیں کریں گے اور دو دن میں مجھے ہاں یا نہ میں جواب دے دیں۔ والد صاحب نے کہا۔ میں یہاں قادیان میں نووارد ہوں اور مجھے قادیان میں مکان کی قیمت کا اندازہ نہیں ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں حضرت صاحب سے مشورہ کرلوں۔ انہوں نے اجازت دے دی اور والد صاحب حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات بیان کی۔ حضورؓ نے فرمایا کہ گارڈ صاحب کی بیٹی احمدی بیگم کی شادی ہوئی تھی تو میں اس مکان میں گیا تھا۔ بڑے ہال کمرہ میں مہمانوں کو بٹھایا گیا تھا والد صاحب نے عرض کیا کہ اس ہال کمرہ کے چاروں کونوں پر چار کمرے ہیں۔ حضور نے ایک دومنٹ انگلیوں پر حساب لگایا اور فرمایا کہ گارڈ صاحب نے ایک سال قبل یہ مکان بنایا تھا میرے اندازہ کے مطابق ان کی لاگت اس مکان پر پونے گیارہ ہزار روپے آئی ہوگی۔ اس لحاظ سے بارہ ہزار روپے بہت مناسب قیمت ہے۔ چنانچہ وہ مکان والد صاحب نے خرید لیا سودا طے ہوجانے کے بعد والد صاحب نے گارڈ صاحب سے کہا کہ اب ہمارا سودا تو طے ہوگیا ہے اب یہ بتانے میں تو کوئی حرج نہیں ہوگا کہ تعمیر پر آپ کا کیا خرچ آیا تھا انہوں نے کہا کہ تقریباً پونے گیارہ ہزار روپے۔ اس پر والد صاحب نے انہیں حضور کے ساتھ اپنی ملاقات کی تفصیل بتائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر ہوگا۔ والد صاحب بتاتے تھے کہ کلکتہ میں جائداد کی خرید و فروخت کے لئے ماہر انجینئروں سے مالیت کا تخمینہ لگواتا ہوں۔ مہینوں کی مغز ماری کے بعد بھی کئی دفعہ اُن کا تخمینہ غلط ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی کہ حضور نے قصر خلافت میں بیٹھ کر دومنٹ میں مکان کی مالیت کا کس قدر صحیح اندازہ بتلادیا۔

۱۹۴۴ میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؓ کو بتلایا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مصداق ہیں۔ ہم تینوں بھائی نہایت خوش قسمت ہیں کہ جب حضورؓ نے خطبہ جمعہ میں مسجد اقصیٰ قادیان میں اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا تو ہم نے اپنے کانوں سے یہ بابرکت خطبہ سننے کی سعادت حاصل کی۔ یوں تو منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سے ہی حضور کی تقاریر اور خطبات مسحور کن ہوتے تھے لیکن اس انکشاف کے بعد تو حضورؓ کے جلال اور جمال پر ایک عجیب نکھار آگیا اور والد صاحب ہر سال ایک دو ماہ کے لئے قادیان آیا کرتے تھے۔ اور قادیان کے روحانی ماحول اور برکات پر فدا تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ مغل بادشاہ شاہ جہاں کا یہ قول لال قلعہ دہلی کے دیوان خاص میں کندہ ہے۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است وہمیں است وہمیں است

لیکن روحانی اعتبار سے اس شعر کی مصداق قادیان کی مقدس سرزمین ہے۔

۱۹۴۴ میں جب والد صاحب قادیان آئے تو اُس وقت حضور کا حسن کئی گنا بڑھ چکا تھا روزانہ ہم سب مجلس علم و عرفان میں حاضر ہوتے۔ والد صاحب اتنے مسحور ہوئے کہ انہوں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ کاروبار چھوڑ کر قادیان میں دھونی رما کر بیٹھ جائیں گے۔ آپ کا کہنا تھا کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ نہیں پایا۔ لیکن میری انتہائی خوش قسمتی اور خوش بختی ہے کہ چنیوٹ جیسی سنگلاخ زمین میں پیدا ہونے کے باوجود مجھے مامور زمانہ پر ایمان لانے کی توفیق ملی اور میں نے اُس موعود کا زمانہ پایا جو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کا نظیر ہے۔

میری والدہ محترمہ زبیدہ بانی صاحبہ اگرچہ زیادہ تعلیم یافتہ تو نہ تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فراست، عقلمندی اور دوراندیشی انہیں بڑی فیاضی سے عطا فرمائی تھی۔ وہ انتہائی حوصلہ مند اور دوراندیش خاتون تھیں اور بچوں کی تربیت کا انکا خاص انداز تھا۔ جب والد صاحب نے کاروبار ترک کرکے قادیان میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو والدہ صاحبہ نے اسے پسند نہیں کیا۔ اور اس ارادہ کی مخالفت کی ان کا کہنا تھا کہ بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ اگر آپ نے کاروبار چھوڑ دیا تو بڑے ہوکر یہ کیا کریں گے۔ کبوتر ہی اڑائیں گے۔ مزید برآں جب آپ کے بیوی بچے قادیان میں رہتے ہیں۔ آپ نے اپنا مکان بھی یہاں خرید لیا ہے۔ تو اس لحاظ سے آپ کی سکونت تو قادیان میں ہی ہے۔ والد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی مثال دیتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد پر اپنا سب کچھ چھوڑ کر قادیان آگئے تھے۔ بچوں کے مستقبل کیلئے ان کا جواب تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا نوازا ہے کہ میری چار پشتوں کے لئے کافی ہے۔

جب یہ بحث طویل ہوگئی اور دونوں کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو آخر پر یہ فیصلہ ہوا کہ دونوں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔ پھر حضورؓ جس طرح ارشاد فرمائیں اُس پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ حضورؓ کی خدمت میں دونوں حاضر ہوگئے۔ حضورؓ نے محترمہ والدہ صاحبہ کی رائے کو پسند کیا اور والد صاحب سے فرمایا کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ یہ چار پشتوں والی دولت ہمیشہ آپ کے پاس رہے گی۔ اگر آپ کے پاس زیادہ دولت ہے تو اسے احمدیت کی خدمت کیلئے پہلے سے زیادہ خرچ کریں پھر حضرت رسول پاکؐ کا ارشاد ہے کہ بنے ہوئے کام کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر آپ اس وقت کام چھوڑ دیں گے تو بڑے ہوکر آپ کے بچے نکمے ہوجائیں گے۔

جناب والد صاحب نے حضور کے مشورہ پر عمل کیا اور فوراً کلکتہ روانہ ہوگئے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے منہ سے نکلی ہوئی عمومی باتیں بھی پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہیں۔ اس واقعہ کے صرف دو سال بعد ۱۹۴۶ میں کلکتہ میں وسیع پیمانے پر فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے۔ ہماری تجارت بکلی تباہ ہوگئی۔ ہمارا مکان، دوکان، موٹر کار سب نذر آتش کردی گئی۔ ہم بڑی مشکل سے اپنے تن کے کپڑوں کے ساتھ جان بچاکر نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ ۱۹۴۷ میں قادیان سے انخلا کے بعد قادیان میں خریدی ہوئی وسیع جائداد بھی ہاتھ سے نکل گئی اور چار پشتوں والی دولت قصہ پارینہ بن گئی۔ والد صاحب نے ہمت نہیں ہاری۔ نئے سرے سے کاروبار شروع کیا۔ بڑھاپے اور بیماری کے باوجود نئے سرے سے ا۔ ب۔ ت شروع کی۔ ۱۹۵۸ تک حالات بہت زیادہ خراب رہے۔ اور گزارہ بڑی مشکل سے ہوتا تھا۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں اور فضلوں کے دروازے دوبارہ کھول دیئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اپنے فضلوں سے نوازا تو جناب والد صاحب نے اس رزق کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھا۔ اپنی ذات پر کچھ خرچ نہیں کیا۔ آخری وقت تک نہایت سادہ اور غریبانہ زندگی گذاری۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہمیشہ بے دریغ خرچ کرتے رہے۔ آپ کو قادیان اور درویشان قادیان کے ساتھ عشق کی حد تک محبت تھی۔ اور آپ ہر وقت اسی سوچ میں رہتے تھے کہ کس طرح درویشان کی خدمت کی جائے تاکہ ان کی مشکلات میں آسانی ہو۔ آج جو دوست قادیان جاتے ہیں انہیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں ہوسکتا کہ درویشی کا ابتدائی دور کتنا مشکل اور صبر آزما تھا اور قادیان کے درویش کتنے عظیم لوگ تھے۔

محترم مولانا عبد القادر صاحب دانش دھلوی درویش اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں جو رسالہ مشکوۃ قادیان جون ۲۰۰۰ میں شائع ہوا:

''مشکلات کے اُس دور میں خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ۱۹۵۱ کے زمانہ میں کلکتہ سے محترم سیٹھ میاں محمد صدیق بانی قادیان تشریف لائے۔ انہوں نے قادیان کے درویشوں سے رشتہ مواخاۃ قائم کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ پھر درویشوں اور ان کے اہل و عیال پر مشتمل ایک بڑی جمعیت کے لئے ہر سال چار ماہ کی گندم کے اخراجات برداشت فرماتے رہے۔ نیز درویشوں کے گھروں میں ملبوسات تقسیم کرواتے۔ سکولی بچوں، بچیوں میں بصورت نقدی تحفے دیتے۔ درویشوں کے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کیلئے وظائف فنڈ قائم کرایا۔ بیوگان اور یتامیٰ کی ضرورتوں کا خیال رکھتے۔ غرض ابتدا درویشی میں جبکہ درویشوں اور اُن کے اہل و عیال کو سہارا دینے کا وقت تھا میاں محمد صدیق صاحب بانی کشادہ پیشانی، فراخ دلی اور کھلے ہاتھوں سے دولت خرچ کرکے درویشوں سے کئے گئے مواخاۃ کو بطریق احسن نبھاتے رہے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا خاندان اور درویش ایک ہی برادری ہیں۔ محترم سیٹھ صاحب اپنے خاندان کے ہمراہ اپنے چھوٹے بیٹے شریف احمد سلمہ اللہ کی شادی کیلئے دولہا، دولہن کو لیکر قادیان آئے اور یہاں اس کا نکاح، رخصتانہ ولیمہ وسیع پیمانہ پر کیا اور درویشوں کو شادی کی مسرتوں میں شامل کیا۔ کیا خوب آدمی تھے۔ خدا مغفرت کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اور خاندان کو خیر و برکت سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین''۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اخبار بدر قادیان میں ایک مضمون لکھا ''ایک مخلص دوست کے بیٹے کی قادیان میں شادی کی تقریب''

محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی۔ ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بیٹے عزیزم شریف احمد کا رشتہ فرزانہ تسنیم ملتان سے طے پایا تھا۔ خاکسار گزشتہ سال ماہ ستمبر میں کلکتہ دورہ پر گیا تھا تو سیٹھ صاحب نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ میں اپنے بچے کی شادی قادیان میں کرنی چاہتا ہوں۔ محترم سیٹھ صاحب یہ شادی کلکتہ اسی طرح چنیوٹ میں بھی کرسکتے تھے لیکن آپ نے صرف اسی جذبہ کے تحت کہ ایک تو یہ شادی قادیان کی مقدس بستی میں ہو تو بہت مبارک ہوگی۔ دوسرے اپنے درویش بھائیوں اور بہنوں اور عزیزوں کے درمیان جن کا آپ ہمیشہ بہت خیال فرماتے ہیں اس خوشی کی تقریب کو منعقد کرنا پسند فرماتے ہیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ محترم سیٹھ صاحب کو قادیان میں یہ شادی کرکے بے پایاں مسرت حاصل ہوئی اور درویش احباب بھی اس خوشی میں پوری طرح شریک ہوئے۔ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۶۳ حضرت مولانا عبد الرحمن صاحبؓ فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں قریباً تمام درویشان مردوزن کی موجودگی میں عزیز شریف احمد صاحب بانی کا اعلان نکاح کیا۔ شادی کے اگلے روز محترم سیٹھ صاحب نے اپنے بیٹے کی طرف سے دعوت ولیمہ دی۔ جس میں بلا استثنا قادیان کی تمام احمدی آبادی نیز باہر سے آئے ہوئے مہمان یا دوسرے مسلمان مدعو تھے۔ علاوہ ازیں ۲۵ غیر مسلم معززین شہر نے بھی شرکت کی۔ اکثر درویشان نے کسی نہ کسی رنگ میں اس تقریب کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ یہ شادی کسی غیر کی نہیں بلکہ اپنے عزیز اور روحانی رشتہ دار کی تھی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

(بدر قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۶۳)

درج ذیل واقعہ سے آپ کی قادیان سے غیر معمولی محبت کا کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ایک سال جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کیلئے آپ نے اوائل دسمبر میں ہی ٹرین کی ریزرویشن کروائی تھی لیکن روانگی سے چند روز پہلے شدید سردی کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں شدید تکلیف شروع ہوگئی۔ سردی سے مرض کے مزید بڑھ جانے کے خطرہ کے پیش نظر فیملی ڈاکٹر نے اس سفر کی اجازت نہ دی۔ ڈاکٹر کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ آپ بے اختیار رونے لگے۔ ڈاکٹر حیران رہ گیا کیونکہ مدت مدید سے خاندانی معالج ہونے کی وجہ سے وہ آپ کی طبیعت سے واقف تھا۔ اس نے

بے قراری کی وجہ پوچھی۔ آپ کے بیٹے میاں منیر احمد بانی نے اُسے بتایا کہ آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ اور مرکز قادیان سے والہانہ محبت کی وجہ سے زیارت سے محرومی آپ کیلئے ناقابل برداشت ہو رہی ہے۔ جب دو تین سال بعد حضرت صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب کلکتہ تشریف لائے اور اِنہیں ڈاکٹر صاحب سے اپنی آنکھوں کا معائینہ کروایا تو قادیان کے بارہ میں سیٹھ صاحب کی عقیدت سے متاثر ہونے کے باعث وہ بھی محترم صاحبزادہ صاحب سے نہایت عقیدت اور احترام سے پیش آئے۔

(تابعین اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۸۳۔۸۴)

اولاد پر والدین کے احسانات ہوتے ہیں مجھ پر بھی میرے والدین کے بے شمار احسانات ہیں لیکن میری دانست میں مجھ پر جو سب سے بڑا احسان میرے ماں باپ نے کیا وہ اُن کا یہ فیصلہ تھا کہ قادیان کی مقدس بستی میں مستقل رہائش اختیار کی اور اپنے بچوں کو قادیان میں تعلیمی اداروں میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کیلئے داخل کروایا۔ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی پہلی جماعت میں داخل ہوا اور قادیان سے ۱۹۴۷ میں ہجرت تک اسی سکول کی ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ اس سکول کے ہمارے استاد اس زمین پر چلتے پھرتے فرشتے تھے۔ سکول کے سب بچوں سے اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرنے والے بزرگ تھے۔ اگر سارے سکول میں ایک بچہ بھی فیل ہو جاتا تو گویا قیامت آجاتی۔ ہر استاد اپنی ذمہ داری سمجھتا تھا کہ ایک بچہ بھی فیل نہ ہو۔ تعلیم میں کمزور بچوں کو ہمارے یہ روحانی والدین اپنے گھر ٹیوشن کیلئے بلاتے۔ اپنے پلے سے ان بچوں کو چائے پلاتے۔ کسی فیس کا تو تصور بھی نہیں ہوتا تھا۔ صرف یہی لگن ہمارے اساتذہ کو ہوتی تھی کہ ہمارے یہ بچے پڑھ لکھ کر بڑے آدمی بنیں اور سکول کا نتیجہ سو فیصد سے کم نہ ہو۔ تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی بہت زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ نمازوں کی پابندی بڑی حکمت اور پیار سے کروائی جاتی تھی۔ چوتھی جماعت تک قرآن پاک ناظرہ ختم کروا دیا جاتا اور پانچویں سے دسویں جماعت تک قرآن مجید باترجمہ پڑھا دیا جاتا۔ ہر کلاس میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کی کوئی ایک کتاب نصاب کا حصہ تھی۔ مجھے یاد ہے کشتی نوح، لیکچر سیالکوٹ، لیکچر لدھیانہ اور دعوت الامیر میں نے سکول میں ہی پڑھی تھیں۔ سکول کے زمانہ سے ان پیاری کتابوں کی ایسی چاٹ لگی کہ بعد میں عملی زندگی میں ان روحانی خزائن سے میں نے بہت فائدہ اُٹھایا۔

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحبؓ ہمارے ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ کی پاکیزہ سیرت کے بارہ میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اگر کسی نے فرشتہ دیکھنا ہو تو حضرت شاہ صاحبؓ کی زیارت کرلے۔ آپ حافظ قرآن تھے۔ اور قرآن پاک سے عشق کی حد تک محبت تھی۔ آپ نے سکول میں ایک انوکھی روایت قائم فرمائی۔ سکول کے ہر بچہ کے ذمہ ایک رکوع لگا دیا۔ اور اس طرح سارے سکول نے مل کر پورا قرآن پاک حفظ کرلیا میں یہاں اس بات کے اظہار سے نہیں رک سکتا کہ شاہ صاحبؓ کی تربیت کی وجہ سے خاکسار کو بھی قرآن پاک حفظ کرنے کی طرف توجہ ہوئی۔ اور میں نے ایک کاروباری آدمی ہوتے ہوئے بھی نو سیپارے حفظ کرلئے اور کئی سال تک مجھے کراچی میں اپنے حلقے کی مسجد میں نماز تراویح پڑھانے کا اعزاز حاصل ہوا بلکہ دو سال تو کراچی کے مرکزی احمدیہ ہال میں بھی تراویح پڑھانے کا شرف حاصل ہوا اور اس کا سارا کریڈٹ حضرت شاہ صاحبؓ کو جاتا ہے۔ قادیان سے ہجرت کے بعد ہمارا سکول دو تین سال تک چنیوٹ میں رہا۔ بعد میں ربوہ منتقل ہوگیا۔ چنیوٹ میں بھی حضرت شاہ صاحبؓ ہی ہمارے ہیڈ ماسٹر تھے۔ دو سال میں نے چنیوٹ میں نویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۴۹ میں اپنے والدین کے پاس کلکتہ چلا گیا جب حضرت مصلح موعودؓ نے ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اُس مبارک موقعے پر حاضر ہونے کی سعادت بھی مجھے حاصل ہوئی۔ چنیوٹ سکول کے بہت سے بچے سائیکلوں پر چنیوٹ سے ربوہ پہنچے تھے تاریخ احمدیت میں حاضرین کی جو فہرست دی ہوئی ہے اُس میں خاکسار کا نام بھی درج ہے۔ بعد میں جب ربوہ ریلوے سٹیشن بن گیا اور ٹرین ربوہ سٹیشن پر رکنی شروع ہوئی تو پہلی ٹرین سے سکول اور جامعہ احمدیہ کے طلبا چنیوٹ سے ربوہ اُس ٹرین پر گئے تھے سب بچے بڑے جوش و خروش سے سارا راستہ نعرے بلند کرتے ہوئے گئے۔ ایک عجیب سماں تھا جو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

جب پاکستان بن گیا تو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل کرنے کا اعلان ہوا۔ قادیان میں سرکاری عمارتیں دو ہی تھیں۔ ریتی چھلہ کے قریب ریلوے روڈ پر پولیس چوکی تھی اور ریتی چھلہ کے دوسری طرف بازار کی جانب ڈاک خانہ کی عمارت تھی۔ دونوں عمارتوں پر پاکستان کا جھنڈا لہرایا گیا۔ سکھ تھانیدار ہزارہ سنگھ نے اپنے آٹھ دس سپاہیوں کے ساتھ جھنڈے کو سلامی دی۔ میری عمر اُس وقت بارہ تیرہ سال تھی۔ ہم بہت سے بچے یہ نظارہ دیکھنے پولیس چوکی کے سامنے جمع تھے لیکن چار دن بعد ۱۸ اگست کو ریڈ کلف ایوارڈ کا اعلان ہوگیا۔ گورداسپور کی صرف ایک تحصیل شکرگڑھ پاکستان کو دی گئی اور بقیہ تین تحصیلیں بٹالہ۔ پٹھانکوٹ اور گورداسپور۔ ہندوستان کو دے دی گئیں۔ اس طرح قادیان ہندوستان میں چلا گیا۔ اور قادیان سے انخلا کا بھیانک عمل شروع ہوگیا۔

شروع میں تو جماعت کا یہی فیصلہ تھا کہ ہم نے قادیان نہیں چھوڑنا اور تخریب کاروں کے شدید حملوں کے باوجود احمدی اپنے گھروں میں ڈٹے رہے لیکن جب حکومت نے واضح کردیا کہ وہ قادیان کو خالی کروانے کا فیصلہ کر چکے ہیں تو حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ ہم حکومت کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ لیکن حکام پر یہ واضح کردیا گیا کہ شہر کے انخلا کے باوجود ہم مقامات مقدسہ ہرگز خالی نہیں کریں گے۔ چنانچہ حکومت نے بھی مجبور ہوکر احمدیہ محلہ کی حد بندی کردی اور ۳۱۳ درویشان کو رہنے کی اجازت دے دی۔

قادیان سے احمدی آبادی کا منظم طریق سے انخلا بھی حضرت مصلح موعودؓ کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ مشرقی پنجاب سے کروڑوں مسلمان ہجرت کرکے پاکستان آئے۔ اس دوران راستے میں لاکھوں لوگ مارے گئے۔ کئی لاکھ مسلمان عورتیں اغوا کرلی گئیں۔ لیکن قادیان کی ساری آبادی کو ایسی تنظیم اور ڈسپلن سے نکالا گیا کہ نہ تو کوئی مارا گیا اور نہ ہی کوئی خاتون اغوا ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی زیر نگرانی دفتر حفاظت مرکز قائم کیا گیا۔ سب سے پہلے خواتین اور ۱۵ سال تک کی عمر کے بچے قادیان سے نکالے گئے۔ دو دو تین تین ٹرکوں کے قافلے روزانہ پاکستان کے لئے روانہ ہوتے تھے۔ ایک فیملی کو اپنے ساتھ ایک درمیانے سائز کا بکس ساتھ لے جانے کی اجازت ہوتی تھی زیادہ سامان کی اجازت نہیں تھی۔ محلہ کے پریذیڈنٹ ہر فیملی کو پاس جاری کرتے تھے۔ جس پر جانے کا دن اور وقت درج ہوتا تھا۔ ہماری فیملی ستمبر کے وسط میں قادیان سے نکلی۔ دو ٹرکوں کا قافلہ تھا۔ ایک ٹرک پر ہمارے ساتھ شام کے بزرگ سید منیر الحسنی صاحب تھے دوسرے ٹرک پر مکرم بشیر احمد آرچرڈ صاحب تھے وہ چونکہ سابق فوجی تھے۔ وہ اپنی فوجی وردی میں ملبوس تھے اور ان کے پاس رائفل بھی تھی۔ اس کے علاوہ دو بلوچ فوجی بھی حفاظت کیلئے ساتھ تھے۔ میرے بڑے بھائی میاں منیر احمد صاحب مرحوم کی عمر اُس وقت پندرہ سال سے صرف چند ماہ زیادہ تھی۔ انہیں ہمارے ساتھ جانے کی اجازت نہیں ملی۔ اور بعد میں جب غالباً اکتوبر میں مکمل انخلا ہوا تو وہ پاکستان آئے۔ وہ بڑے جذبے کے ساتھ قادیان کے حالات سنایا کرتے تھے۔ منارۃ المسیح پر ان کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔ جماعت نے دوسری جنگ عظیم کے بعد نیلامی میں دو فائٹر جہاز خریدے تھے۔ انخلا کی کاروائی میں یہ ہوائی جہاز بہت کام آئے۔ محلہ دارالانوار کی سڑک بڑی ہموار اور صاف تھی۔ اس سڑک کو رن وے کے طور پر استعمال کیا گیا۔ ہم بچے جہازوں کے اُترنے اور اڑنے کا تماشہ دیکھنے کیلئے جمع ہو جاتے تھے۔ حالات کی سنگینی کا ہمیں احساس ہی نہیں تھا۔ بعد میں حکومت ہندوستان نے ان جہازوں کے آنے پر پابندی لگادی اور یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ لیکن اس کے باوجود ان جہازوں کی وجہ سے بے شمار امانتیں محفوظ ہوگئیں۔

۱۹۴۷ کا جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوا۔ جس میں صرف درویشان قادیان ہی شامل ہو سکے۔ اگلے سال ہندوستان کی حکومت نے دو سو احمدیوں کو سارے ہندوستان سے قادیان کے جلسہ میں شامل ہونے کی اجازت دی۔ ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے احمدی دہلی آکر اکٹھے ہوئے کلکتہ سے شامل ہونے والوں میں میرے والد صاحب میاں محمد صدیق بانی اور میرے بھائی میاں نصیر احمد بانی بھی شامل تھے۔ یہ سب بذریعہ ریل گاڑی دہلی سے امرتسر پہنچے۔ ان کے ساتھ فوج کا ایک حفاظتی دستہ بھی تھا۔ امرتسر سے اس بوگی کو قادیان جانے والی گاڑی کے ساتھ لگا دیا گیا۔ سٹیشن پر کچھ درویش پولیس حفاظت میں استقبال کیلئے موجود تھے۔ پولیس کی حفاظت میں ہی یہ لوگ محلہ احمدیہ پہنچے۔ اگلے سال ۱۹۴۹ میں خاکسار کو بھی جناب والد صاحب کے ساتھ قادیان جاکر جلسہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تین چار سال تک یہی دستور تھا کہ احمدی دہلی میں جمع ہوتے تھے اور پھر فوج کی حفاظت میں قادیان جاتے تھے۔ بعد میں حالات نارمل ہوگئے اور احمدی براہ راست اپنے طور پر جلسہ میں شامل ہوتے رہے۔ جب تک صحت نے اجازت دی۔ جناب والد صاحب تقریباً ہر سال ہی جلسہ میں شمولیت کیلئے قادیان حاضر ہوتے تھے۔ اور ہم تینوں بھائیوں میں سے ایک باری باری اُن کے ساتھ ہوتا تھا۔ حضرت میاں وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور کے ارشاد پر والد صاحب کو جلسہ سالانہ قادیان کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ ایک لمبا عرصہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ممبر نامزد فرمایا تھا۔ آپ اپنی وفات تک صدر انجمن احمدیہ کے ممبر رہے۔

جناب والد صاحب کو قرآن پاک سے عشق کی حد تک محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحنِ داؤدی سے نوازا تھا۔ آپ گھر میں اکثر مولوی دلپذیر صاحب کا منظوم پنجابی ترجمہ بڑی لے سے پڑھا کرتے تھے۔ دو تین پارے آپ نے حفظ بھی کئے تھے۔ قرآن مجید کی اشاعت سے آپ کو خاص دلچسپی تھی۔ تقسیم ملک سے پہلے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بار مسجد مبارک قادیان میں یہ ارشاد فرما کر دوستوں کو دعا کی تحریک فرمائی تھی کہ ایک دوست نے تفسیر کبیر کی اشاعت کیلئے چھ ہزار کا عطیہ دیا ہے۔ یہ دوست بھی محترم بانی صاحب مرحوم ہی تھے۔ اور اُس زمانہ کا چھ ہزار روپیہ بڑی قدر و قیمت رکھتا تھا جو آج کل کے لاکھوں روپے کے برابر تھا۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے دنیا کی سات بڑی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کی تحریک فرمائی تو اُن میں سے ایک زبان میں ترجمہ کا سارا خرچ والد صاحب مرحوم نے اپنے ذمہ لیا۔ اس کے بعد ڈینش زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کے تمام اخراجات بھی آپ نے ادا کئے۔ ہندی اور گورمکھی

زبانوں میں تراجم کیلئے رقوم آپ نے قادیان بھجوادی تھیں گو ان دونوں زبانوں میں ترجمہ کا کام ہنوز زیر تکمیل ہے۔ (الحمد للہ ان دونوں زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔مدیر۔)

(تابعین اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۱۷۳)

یوں تو اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو ہمیشہ نیکیوں میں سبقت لے جانے کیلئے کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائی لیکن آپ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپ درویشان قادیان سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ ہر مومن اپنی زندگی کیلئے کوئی مطمح نظر متعین کر لیتا ہے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی کا مطمح نظر دوسری خدماتِ سلسلہ کے علاوہ یہ ہے کہ تادم آخر درویشوں کی ہر ممکن خدمت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے کوشاں رہوں۔ آپ جب بھی درویشوں کی کوئی خدمت بجالاتے تو ایک روحانی انبساط محسوس کرتے۔

محترم بدرالدین عامل صاحب درویش قادیان نے اپنے ایک مضمون میں درویشی کے ابتدائی زمانہ کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔ ’’تجرد کی زندگی بسر کرتے ہوئے تین سال گزر گئے اور اب یہ ماحول اس قدر خشک اور ویرانی کا ماحول تھا کہ ہم بچہ کے رونے کی آواز تک کو ترس گئے تھے۔مگر اس کا اظہار صرف اور صرف اپنے پیارے رب سے ہی کرتے تھے ہمارے رب نے ہی حضرت مصلح موعودؓ کو ہمارے حالات کی اطلاع دی اور حضور انور کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ جن درویشان کے اہل وعیال پاکستان آچکے ہیں۔ جماعت انہیں واپس قادیان بھجوانے کا انتظام کرے۔ اور جو درویش پہلے سے شادی شدہ نہیں ہیں وہ ہندوستان میں شادیاں کرلیں۔ اُس وقت شادی کرنے والے درویش کو 130 روپے امداد ملتی تھی۔ ایک ایک دو دو روپیہ سلامیاں ملتی تھیں۔ جو سوڈیڑھ سو روپے ہو جاتے تھے یوں سمجھ لیں ایک شادی ساڑھے تین سو چار سو روپے میں ہو جاتی تھی۔‘‘

مدراس کے احمدی تاجر میاں عبدالحفیظ سیالکوٹی مرحوم نے اُس زمانہ میں مبلغ پانچ ہزار روپے والد صاحب کو بھجوائے اور کہا کہ آپ جس طرح مناسب سمجھیں یہ رقم سلسلہ کی خدمت کیلئے خرچ کریں۔اُس زمانہ کے لحاظ سے یہ ایک خطیر رقم تھی۔ والد صاحب نے یہ رقم قادیان بھجوادی اور یہ تجویز پیش کی کہ یہ رقم درویشان کی شادیوں پر خرچ کی جائے۔ چنانچہ رقم دہندہ اور انجمن نے بھی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور اس وقت سے صدر انجمن احمدیہ نے اس طریق کو جاری رکھا ہوا ہے۔اس واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جناب والد صاحب کس قدر باریک بینی کے ساتھ درویشان کے بارہ میں غور وفکر کیا کرتے تھے۔

درویشان کی خدمت کے حوالہ سے محترم مولوی عبدالقادر صاحب دانش دہلوی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا۔ایک سادہ لباس سادہ وضع، فروتنی اور انکساری کا پیکر لیکن خوبرو، ہنس مُکھ فرشتہ صورت مردِ خدا ملک ہندوستان کے دور دراز علاقہ سے مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں وارد ہوا۔اور اپنی دلی خواہش کا یوں اظہار کیا کہ وہ قادیان کے درویشوں سے مواخات کا رشتہ قائم کرنے کا متمنی ہے۔ سننے والوں نے اُس کی باتوں سے سمجھا کہ ایک دو درویشوں سے مواخات کر کے ان کی ضروریات زندگی کا کفیل بننے کا خواہش مند ہوگا۔لیکن اس کی باتوں سے جب یہ معلوم ہوا کہ وہ تو سب درویشوں سے رشتہ مواخات استوار کرنے کی نیت سے یہاں آیا ہے۔تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ درویشوں کی اتنی بڑی تعداد اور اُن کے اہل و عیال کی کفالت وہ کس طرح برداشت کر سکے گا۔ اگرچہ صاحب دولت وثروت تو دنیا میں بہت دیکھے ہیں۔ جب دولت بڑھتی ہے تو اُسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ دولت سے اپنی تجوریاں بھرتے ہیں۔ مگر خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔اور بہت کم ایسے ہوتے ہیں جب خدا ان کو تونگری عطا کرتا ہے تو ان کی سخاوتوں، فیاضیوں اور قربانی کا دنیا مشاہدہ کرتی ہے۔ یہ خدا کی دی ہوئی دولت۔اُسی کی راہ میں اُسی کی منشا کے مطابق لٹائے چلے جانا۔۔۔ جسے لوگ میاں محمد صدیقؓ بانی آف کلکتہ کے نام سے جانتے ہیں۔اس بزرگ نے اپنی دولت وثروت میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ درویشوں اور ان کے اہل و عیال کو بھی اپنا حصہ دار کر لیا اور اسطرح رشتہ مواخات کے ذریعہ خود کو بھی سینکڑوں درویشوں ان کی بیویوں بچوں سمیت مشترکہ کنبہ داری و کنبہ پروری کا منظر پیش کر دکھایا۔ کوئی دل گردے کا مالک اور وسیع حوصلہ رکھنے والا ہی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔کسی کو یقین آئے یا نہ آئے۔لیکن شواہد کی روشنی میں تو یقین کرنا ہی ہوگا۔ کس کشادہ پیشانی فراخ دلی اور کھلے ہاتھوں سے خرچ کرنے کی اس مردِ خدا نے اور ان کی تتبع وتقلید و پیروی میں ان کی اولاد نے مثال قائم کی اور پھر اپنے اس پیمان عہد و وفا کو یعنی درویشوں سے رشتہ مواخات کو نبھایا ہے وہ لائق تحسین و لائق آفرین ہے۔اور وہ الفاظ نہیں ملتے۔جن سے اپنے اس محسن اور ان کی اولاد کا کما حقہ شکریہ ادا کر سکیں۔قادیان کے ہندو اور سکھ بھی سیٹھ محمد صدیقؓ صاحب بانی کی جود و سخا کی باتیں سنتے تو تمنا کرتے کہ یہ بزرگ جب قادیان آئیں تو ایک بار ان کی جھلک دکھا دو۔

(تابعین اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۲۳۶۔۲۳۷)

مسجدیں بنانے اور انہیں آباد رکھنے کی آپ ہمیشہ کوشش کرتے۔ چنیوٹ میں احمدیہ مسجد نہیں تھی۔ آپ فرماتے ہیں۔ایک مسجد جہاں غیر احمدی جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے تھے جمعہ کے روز احمدی وہاں اکٹھے ہو کر جمعہ کی نماز پڑھ لیتے۔ایک دن نائب ناظم انجمن اسلامیہ چنیوٹ۔ حاجی چراغ دین مگوں نے شاہی مسجد میں نماز کے بعد لوگوں کو ٹھہرنے کیلئے کہا اور بتایا کہ میرزائی ہماری مسجد میں نماز پڑھتے ہیں سب لوگ ابھی چلیں۔ اور مرزائیوں کو مسجد سے نکال دیں۔ چنانچہ سارا مجمع حاجی صاحب کے ساتھ اُس مسجد میں جا پہنچا۔اُس وقت چودھری مولا بخش صاحب خطبہ پڑھ رہے تھے حاجی صاحب مذکور نے خطبہ کے دوران ہی باآواز بلند کہا کہ مسجد ہماری ہے تم اس میں نماز پڑھنے کیوں آئے ہو۔آئندہ اگر یہ حرکت کی تو تم لوگوں سے برا سلوک ہوگا۔اس پر چودھری مولا بخش صاحب نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا ’’اے خدا ہم تو اس مسجد کو تیرا گھر سمجھ کر تیری عبادت کرنے یہاں آتے تھے۔ اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ گھر ا تیرا نہیں ان کا ہے۔ سو ہم عبادت کے لئے ان کے گھر نہیں آئیں گے۔اس طرح حکمت سے خطبہ میں ہی انہیں جواب دے دیا۔ میری حویلی میں بفضل خدا معقول جگہ تھی میں نے درخواست کی آئندہ جمعہ کی نماز میری حویلی میں پڑھا کریں۔ میں ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دوں گا۔ عجائبات خداوندی دیکھئے کہ دوسرے جمعہ سے ایک دن پہلے اسی حاجی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ مسجد کیلئے قطعہ زمین کا انتظام کروا دیا۔

انجمن اسلامیہ چنیوٹ نے مدرسہ کی تعمیر کیلئے چار کنال زمین خرید رکھی تھی لیکن محکمہ تعلیم نے اس جگہ مدرسہ کی تعمیر کی اجازت نہ دی۔ اس لئے انجمن اسلامیہ نے پلاٹ بنا کر اس زمین کی فروخت کیلئے منادی کروا رکھی تھی۔جس روز احمدیوں کو مسجد سے نکالا گیا اس کے بعد آنے والی جمعرات کو بعد نماز عصر نیلامی کا وقت مقرر تھا۔ نیلامی کے وقت میں وہاں موجود تھا اور نیلامی کنندہ وہی حاجی چراغ دین تھا۔جس نے ہمیں نکالا تھا۔جس جگہ اب ہماری مسجد ہے جب اس پلاٹ کی باری آئی تو حاجی سرگوشی کے لہجے میں مجھے کہنے لگا یہ چھ مرلہ کا مربع قطعہ ہے اور اس کو دو راستے لگتے ہیں مسجد کیلئے نہایت موزوں ہے۔تم لوگوں کے پاس اپنی مسجد نہیں ہے یہ پلاٹ کیوں نہیں خرید لیتے۔اُس کی یہ بات میرے کانوں سے گزر کر میرے دل میں اتر گئی۔جس طرح سوچ دباتے ہی بلب روشن ہو جاتا ہے میں نے حاجی مذکور کی بات کا تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن فوراً بولی میں حصہ لینے لگا۔ میری نیت چونکہ خانہ خدا کیلئے تھی اس لئے میں قیمت کی پرواہ کئے بغیر اپنی بولی بڑھاتا چلا گیا اور بالآخر بولی میرے نام ختم ہوگئی اور بولی ختم ہوتے ہی حاجی نے اعلان کر دیا کہ بھائیو۔یہ ٹکڑا مرزائیوں نے اپنی مسجد کیلئے خریدا ہے حالانکہ میں نے اُسے کچھ نہیں کہا تھا۔یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی کہ جس شخص نے احمدیوں کو نکالا تھا اللہ تعالیٰ نے اُسی شخص کے ہاتھوں احمدیوں کو مسجد کیلئے زمین دلوائی۔

چنیوٹ کے احمدیوں نے امانتاً مسجد فنڈ میں قریباً دو ہزار رروپے جمع کر کے لائلپور کے شیخ محمد اسماعیل و مولا بخش صاحبان کے پاس رکھوائے ہوئے تھے۔ اُن کی خدمت میں لکھا گیا۔مگر انہوں نے جواب دیا کہ ہم چونکہ ۱۹۱۴ کے اختلاف کی وجہ سے لاہوری جماعت میں شامل ہو چکے ہیں اس لئے ہم اس تحریک میں اب شامل نہیں ہو سکتے۔چنیوٹ سے تعلق رکھنے والے احباب جو کلکتہ، مدراس، کانپور اور آگرہ میں مقیم تھے سب نے مل کر تقریباً سترہ صد روپے کی رقم جمع کروائی۔ بقیہ رقم بفضلہٖ تعالیٰ میں نے ادا کر دی۔۱۹۴۱ء میں گویا ۲۲ سال بعد جماعت چنیوٹ نے یہاں مسجد تعمیر کرنے کا عزم کیا۔اور سب احباب نے دل کھول کر چندہ دیا اور موجودہ تعمیر شدہ مسجد میرے واجب الاحترام چچا حاجی میاں تاج محمود صاحب کی سرپرستی اور میرے چھوٹے بھائی میاں محمد یوسفؓ صاحب بانی کی نگرانی میں نہایت خوبصورت رنگ میں تیار ہوگئی۔

(مضمون میاں محمد صدیق صاحب بانی۔ الفضل ۳۰ اگست ۱۹۶۴)

جب ۱۹۴۴ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے مصلح موعودؓ ہونے کا اعلان فرمایا اور مختلف شہروں میں جلسوں کیلئے تشریف لے گئے تو جناب والد صاحب نے کلکتہ کی جماعت کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ کلکتہ کی جماعت بھی حضور کی خدمت میں درخواست کرے کہ حضور کلکتہ تشریف لائیں۔ نیز یہ تجویز بھی دی کہ حضور کی کلکتہ آمد کیلئے کوئی شایان شان تقریب بھی پیدا کرنی چاہیئے۔چنانچہ آپ نے یہ تجویز بھی دی کہ مسجد کے لئے زمین خریدی جائے اور حضور کو مسجد کے سنگ بنیاد کیلئے درخواست دی جائے اُس وقت کلکتہ میں امیر جماعت مکرم چوہدری انوار احمد کاہلوں صاحب تھے۔ انہوں نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ’’میں جب کلکتہ میں امیر تھا تو سیٹھ محمد صدیق بانی صاحب اور اُن کے بھائی میاں محمدؓ یوسف صاحب بانی نے تجویز پیش کی کہ ہمیں کرائے کی جگہوں پر نمازیں پڑھنے کی بجائے اپنی مسجد بنانی چاہیئے۔ دونوں بھائیوں نے پچیس ہزار روپے کی خطیر رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ اتنی بڑی رقم تھی جو میری تین سال کی تنخواہ سے بھی زیادہ تھی Eighty year around the world page 67 زمین تو انہیں دنوں خرید لی گئی لیکن ملکی تقسیم کی وجہ سے حضور کو دعوت دینے کے منصوبہ پر عملدرآمد نہ ہو سکا بعد میں جب حالات قدرے سازگار ہوئے تو والد صاحب نے جماعت کلکتہ میں مسجد کی تعمیر کیلئے پھر تحریک شروع کی اور ۱۹۶۳ میں ایک خوبصورت مسجد اور مربی کا کوارٹر تعمیر ہوگئے۔حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اسی طرح مدراس کی احمدیہ مسجد کیلئے بھی آپ نے گرانقدر رقم ادا کی۔آپ جب بھی کلکتہ سے چند ماہ کیلئے قادیان آتے تو اپنے گھر کے قریب دارالبرکات اور دارالفضل کی مسجد کیلئے پنکھوں اور دیگر ضروریات کا اہتمام کرتے۔ ربوہ کی مسجد کا سارا خرچ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے ہی ادا کیا۔جناب والد صاحب ہمیشہ اسی سوچ میں رہتے تھے کہ مخلوق خدا کی خدمت کس طرح کر سکیں۔ درویشی کے ابتدائی دور میں

درویشان قادیان کیلئے علاج معالجہ کی بہت مشکلات تھیں۔خوش قسمتی سے درویشان میں ایک ڈاکٹر کیپٹن بشیر احمد صاحب تو موجود تھے لیکن علاج کرنے کیلئے دوائیاں اور دوسرا سامان میسر نہ تھے۔ قادیان کے حالات ایسے تھے کہ درویشان کرام اپنے محلہ میں محصور تھے اور علاج کیلئے بھی باہر جانا مشکل تھا۔ جب والد صاحب کو ان حالات کا علم ہوا تو آپ نے حضرت میاں وسیم احمد صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ ضروری سامان اور ادویات کی فہرست مجھے دیں۔ میں سارا سامان اور ادویات کلکتہ سے خرید کر بھجوا دوں گا۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب نے فہرست بھجوا دی۔ اور ابتدائی تین چار سال تک تمام ادویات وغیرہ کلکتہ سے باقاعدگی کے ساتھ بھجواتے رہے۔ جب حالات قدرے بہتر ہو گئے تو پھر ہر سال ادویات کیلئے رقوم بھجوا دیتے اور قادیان والے امرتسر سے دوائیاں منگوا لیتے۔درویشان کو آمد و رفت میں دقت تھی اور ایمرجنسی میں اگر کسی مریض کو امرتسر یا بٹالہ لیکر جانا پڑتا تو کوئی انتظام نہیں تھا۔ والد صاحب نے ایک ڈاج وین کلکتہ سے خرید کر قادیان بھجوا دی۔ چند سال بعد جب اس وین کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تو ایک نئی ایمبسڈر کار خرید کر قادیان بھجوا دی۔

ربوہ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فضل عمر ہسپتال کی بنیاد رکھی۔تو تین کمروں کا خرچ آپ نے ادا کیا اور بعد میں ہسپتال کیلئے ایک ایمبولینس خرید کر بھجوائی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کو توفیق دی کہ فضل عمر ہسپتال کے چلڈرن وارڈ اور ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کی تعمیر کا پورا خرچ ادا کیا۔ بعد ازاں بیگم زبیدہ بانی ونگ کا مکمل خرچ ادا کرنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ نے آپکے بچوں کو دی۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں بھی گرانقدر خدمت کی توفیق ملی۔ پھر کراچی میں آنکھوں کے ہسپتال میں صدیق بانی ونگ اور بیگم زبیدہ بانی ڈینٹل سرجری انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔مٹھی کے المہدی ہسپتال میں صدیق بانی آئی یونٹ وہاں کے لوگوں کی خدمت میں مصروف ہے۔یہ سب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے طفیل ہی ممکن ہوا۔

تعلیم کے شعبہ میں آپ کو خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کی طرف سے صدیق بانی گولڈ میڈل اور سکالر شپ کی سکیم ۲۰۰۳ میں جاری کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سکیم کو اس قدر مقبولیت بخشی کہ اب مختلف احباب کی طرف سے نظارت تعلیم کے تحت درجنوں سکالرشپ جاری ہو گئے ہیں۔اس طرح کی خدمت کی اولیت کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ ابھی گزشتہ سال ’منیر بانی تعلیمی قرضہ فنڈ‘‘ نظارت تعلیم کے زیر انتظام آپ کے خاندان کی طرف سے جاری کیا گیا ہے، نظارت تعلیم نے ربوہ میں نصرت گرلز کالج شروع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔اُس میں بھی ’’صدیق بانی بلاک‘‘ کیلئے آپ کے خاندان کی طرف سے وعدہ کیا گیا ہے۔

آپ کا خدمت خلق کا جذبہ ملی،قومی اور علاقائی قیود سے بالا ہوتا تھا۔آپ ہمیشہ بلا امتیاز ہر ضرورت مند دکھی انسان کی خدمت کیلئے تیار رہتے تھے۔مکرم سید نور عالم صاحب (مرحوم) سابق امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے آپ کے بارہ میں اپنے ایک مضمون میں لکھا۔

’’خدمت خلق کا راستہ ایسا پر خطر اور خاردار ہے کہ جس میں راہی کو برہنہ پا دوڑایا جاتا ہے۔قدم قدم پر اس کی طرف طعن و تشنیع کے تیر پھینکے جاتے ہیں۔ مشکل اور سنگین حالات میں اس کے جذبہ ایثار کو پرکھا جاتا ہے۔ ایک مثال سنیئے 1964 کے کلکتہ کا تصور فرمائیے ۔ جنوری کا مہینہ ہے ہر طرف ہندو مسلم فسادات ہو رہے ہیں۔مکانات اور فیکٹریوں کے جلنے سے شہر میں دھواں اور شعلوں کے جھونکے چل رہے ہیں۔سڑکیں اور گلیاں غیر محفوظ ہیں۔کرفیو لگا ہوا ہے۔ احمدیہ مسجد کا تعلق عملاً تمام احمدی گھرانوں سے منقطع ہو چکا ہے۔اہالیان مسجد جو تعداد میں سات یا چھ تھے محصور تھے۔ ان میں سے ایک خاکسار بھی تھا۔ایک غمخوار اور درد آشنا دِل نے خانۂ خدا کے غیر محفوظ ہونے اور محصور و مجبور احمدیوں کی کسمپرسی کا احساس کیا۔ کئی دنوں تک ہر روز صبح آٹھ بجے جبکہ کرفیو دو گھنٹے کیلئے اٹھا لیا جاتا۔ بانی صاحب اپنے تینوں بیٹوں (منیر احمد۔نصیر احمد۔شریف احمد) میں سے دو بیٹوں کو باری باری احمدیہ مسجد اور ہماری خیریت دریافت کرنے کو بھیجتے رہے۔

خدمت خلق کا جذبہ ایسے تمام موقعوں پر ابھرتا ہے۔ جب بندگان خدا پر مصیبت آتی ہے۔فسادات کے دنوں میں مسلمانوں کے ایسے محلے جو غیر محفوظ تھے خالی ہونے لگے۔تقریباً سو افراد پر مشتمل خانہ بدوشوں کا ایک قافلہ کولوٹولہ اسٹریٹ کی طرف آیا۔مکرم بانی صاحب مرحوم نے اپنے مکان کے حصہ میں ان کو ٹھہرالیا اور جب تک حالات معمول پر نہ آ گئے ان کے خورونوش کا انتظام خود فرماتے رہے۔

بانی صاحب کے حسن سلوک،شفقت اور تواضع کے تذکرے آج بھی اُن کی زبانوں پر ہیں۔

(تابعین اصحاب احمد جلد دہم۔صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۹)

مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری درویش اخبار بدر قادیان کے ایڈیٹر تھے آپ نے لکھا۔’’ایک ربع صدی سے زیادہ عرصہ تک اخبار بدر کی خدمت کرتے ہوئے مجھے آپ کے اس نمایاں وصف کا علم ہوا تھا کہ آپ اپنی کسی بھی مالی خدمت کو اخبار میں نمایاں طور پر شائع کرانے کے حق میں نہیں تھے۔ بلکہ ’’سِرًّا‘‘ پر زیادہ عمل تھا۔ اور ادارہ بدر کو آپ نے تاکید کر رکھی تھی کہ کسی بھی ایسے اعلان میں میرا نام قطعاً شائع نہ کیا جائے۔ حالانکہ بعض ایسے افراد ہوتے ہیں کہ معمولی سی رقم دینے پر اُن کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ بطور خاص اُن کا نام اخبار بدر میں شائع ہو۔ اور شائع نہ ہو تو بار بار یاد دہانیاں کرواتے ہیں۔ حضرت مرحوم کی بعض ایسی قربانیوں کے بارے میں دل یہی چاہتا کہ اُن کا ذکر کسی رنگ میں اخبار میں کیا جائے۔ لیکن محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کبھی اس کی اجازت نہ دی۔ اور ہمیشہ حضرت سیٹھ صاحب کی حتمی تاکید یاد دلاتے۔اور فرماتے کہ اس میں برکت ہے۔ بلاشبہ دنیا میں تو آپ نے اپنی صدہا نیکیوں کی اشاعت نہیں کروائی۔ لیکن آپ کے اعمال نامہ میں ان کا اندراج ضرور ہو چکا اور آپ عند اللہ ان کا بہترین اجر بھی پا رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کے درجات بلند فرماتا رہے۔ اور آپ کی اولاد کو آپ کا سچا جانشین بنائے اور اُن جیسی خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(تابعین اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۲۰۶۔۲۰۷)

مجھے یاد ہے ۱۹۶۳۔ ۶۴ء میں جب الفضل میں یہ اعلان شائع ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ربوہ میں مرکزی مسجد اقصیٰ کی تعمیر کیلئے منظوری عطا فرمائی ہے خرچ کا اندازہ ایک لاکھ ہے مشروط بآمد اس کی اجازت دی گئی ہے۔ اُن دنوں ہمارے مالی حالات اچھے نہ تھے۔ تقسیم ملک کے بعد جو انقلاب آیا اور اُس کے نتیجہ میں ہمارا گھر اور کاروبار بالکل تباہ ہو گیا تھا اگرچہ نئے سرے سے جناب والد صاحب نے کاروبار شروع کیا تھا لیکن ابھی تک ہم لوگ سنبھل نہیں پائے تھے۔ اور بڑی مشکل سے گذارا ہوتا تھا۔ اس کے باوجود جب یہ اعلان الفضل میں پڑھا تو ہمارے گھر کے تمام افراد کی یہ خواہش تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس مسجد کی تعمیر کا سارا خرچ ادا کرنے کی توفیق دے دے تو یہ ہماری انتہائی خوش بختی ہوگی لیکن اپنے حالات کا بھی ہم سب کو اندازہ تھا تین چار دن تک ہمارے گھر میں یہی موضوع زیر بحث رہا۔ کہ کس طرح ہم یہ سعادت حاصل کر سکیں۔ جناب والد صاحب کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ تھا۔ انہوں نے سب گھر والوں کے مشورہ کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو خط لکھا کہ آپ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں ہمارا وعدہ عرض کریں۔ نیز سفارش کریں کہ اس مسجد کا سارا خرچ صرف ہمیں ادا کرنے کی اجازت مل جائے۔ نیز اس بات کو ظاہر نہ کیا جائے چنانچہ حضرت میاں صاحب کی طرف سے یہ اطلاع آ گئی کہ حضور پرنور نے ہماری درخواست قبول فرمالی ہے کچھ عرصہ بعد ہمیں بتایا گیا کہ اخراجات کا تخمینہ بڑھ کر دو لاکھ اور بعد ازاں تین لاکھ ہو گیا۔ اس موقع پر ہمیں یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ اخراجات اصل تخمینہ سے بڑھ گئے ہیں اس لئے اگر آپ اپنی پیشکش واپس لینا چاہیں تو آپ کو اسکی اجازت ہے۔ ہمارے جواب سے پہلے ہی الفضل میں یہ اعلان بھی شائع ہو گیا کہ چونکہ مرکزی مسجد الاقصیٰ کیلئے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اس لئے جو احباب اس میں حصہ لینا چاہیں اپنے وعدے بھجوا سکتے ہیں یہ اعلان پڑھ کر والد صاحب کو بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے فوری طور پر حضرت میاں طاہر احمد صاحب سے رابطہ کیا اور بتایا کہ میں تو پہلے ہی عریضہ بھجوا چکا ہوں کہ جتنا بھی خرچ آئے گا انشاء اللہ میں ادا کروں گا پھر یہ اعلان الفضل میں کیوں شائع ہوا ہے۔ حضرت میاں صاحب کا جواب آیا کہ آپ کا خط موصول ہو گیا تھا لیکن دفتر کے کسی کارکن کی غلطی کی وجہ سے حضور کی خدمت میں پیش نہ کیا جا سکا۔ جس کی وجہ سے یہ غلط فہمی ہوئی چنانچہ الفضل میں ایک بار پھر یہ اعلان شائع ہوا کہ جس دوست نے وعدہ کیا تھا وہی ساری ادائیگی کریں گے احباب اس مد میں پیسہ نہ بھجوائیں۔ اس مسجد کیلئے وعدہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ہم پر بے حساب بارش ہوئی اور ہم جو گزشتہ بیس سال سے مالی پریشانیوں کا شکار تھے دفعۃً بھول ہی گئے کہ مالی پریشانی کیا ہوتی ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ہمارے وسائل بے اندازہ بڑھا دیئے وہاں ہمیں اس بات کی توفیق بھی عطا فرمائی کہ اُس کے دیئے ہوئے مال کو اُسی کی راہ میں خرچ کریں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور میرے ماں باپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

FLAT FOR SALE

White Avenue, Near Mohalla Ahmadiyya Qadian

Valued By: Tamirat Department. Sadr Anjuman Ahmadiyya Qadian

Covered Area: 1125 Sq Ft. (Fully Completed)

(2 Bed rooms, 1 Living room, 1 Bath room, 1 kitchen)
(14'x14' 20'x21' 10'x12' 12'x12')

Value Ground Floor: 13,79500/-

Ist Floor: with 150 Sq Ft. with Balcony 13,99500/-

Contact: 9815340778, 0044-7404528275

e-mail: sonybuttar1@hotmail.com

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدر آباد۔ آندھرا پردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

حالات حاضرہ:

پاکستان کی ابتر حالت اور اُس کی وجوہات

(محمد یوسف انور۔ استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)

پاکستان جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا ہجرت خلافت احمدیہ کے بعد سے نہایت مشکل حالات سے گذر رہا ہے حکام کی کچھ بھی پیش نہیں جارہی اپنی طرف سے اب تک تمام ذرائع استعمال میں لائے گئے لیکن حالات جوں کے توں ہیں بلکہ پہلے سے ابتر ہوتے جارہے ہیں۔ایک طرف دہشت گردی دوسری طرف قدرتی آفات تیسرے اقتدار کی رسہ کشی پاکستانی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سپریم کورٹ اور حکام میں ٹکراؤ اتنا شدید ہوگیا ہو کہ وزیر اعظم کو ایک مجرم کی حیثیت سے عدالت میں حاضر ہونا پڑا ہو۔پچھلے سال میڈیا کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سیلاب نے تباہی مچائی ہوئی تھی ۔ ہزاروں ٹن اناج تباہ ہوگیا۔ لاکھوں لوگ بے گھر ہوگئے۔ بیماریاں پھیل گئیں۔جس کا اثر اب تک ہورہا ہے۔کراچی کے حالات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں کراچی جو صنعتی شہر ہے وہاں آئے دن بم دھماکے ہوتے رہتے ہیں۔امن وامان کی کوئی صورت وہاں نظر نہیں آتی۔ ہر آدمی غیر محفوظ ہے معصوم لوگوں کی جانیں روزانہ تلف کی جارہی ہیں۔ بے گناہوں کا خون بہایا جارہا ہے۔

قائد اعظم بانئ پاکستان محمد علی جناح کی کاوشوں کو پامال کیا گیا:

قارئین ذرا غور کریں آج کے پاکستان پر۔ بانئ پاکستان نے جن اصولوں اور حقائق اور دستور کے پیش نظر پاکستان کو معرض وجود میں لانے کی بھر پور کوشش اور جدوجہد کی تھی آج اُن تمام اصولوں اور قراردادوں کی دھجیاں اُڑائی جارہی ہیں جس قائد اعظم نے پاکستان بنتے وقت ذات پات مذہب اور قوم رنگ و نسل کے امتیاز کو سرے سے ختم کر کے سب کو برابر کا شہری گردانا تھا اور برابر کے حقوق دیئے تھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آہستہ آہستہ پاکستان میں وہ ساری باتیں ختم کی جارہی ہیں ظالمانہ اور جابرانہ آئین تیار کرنے کی بھر پور کوشش کی جارہی ہے۔

پاکستان کا دشمن کون ہے؟

پاکستان جب معرض وجود میں آیا اس وقت ایک ٹولہ مسلمانوں کا ایسا بھی تھا جو قطعاً پاکستان بننے کے حق میں نہیں تھا۔ وہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہتا تھا لیکن جب پاکستان وجود میں آیا اور حکومت قائم ہوگئی تو یہی ٹولہ حکومت میں پاؤں پسارنے لگا اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوگیا بلکہ ضیاء الحق کا دور اس ٹولے کا دور تھا اُس دور میں انہوں نے بھر پور مزے لئے اور پاکستان کو بہت نقصان پہنچایا۔ اس دور میں وہ کام کئے گئے جس سے پاکستان کی بہت بدنامی ہوئی یہی لوگ آج بھی دندناتے پھرتے ہیں اور ملک کی باگ ڈور پوری طرح سے اپنے ہاتھ میں لینے کیلئے کوشاں ہیں۔

یہ ٹولہ ملاؤں کا ہے۔ ملاں ابتداء سے اندرونی طور پر پاکستان کا دشمن رہا ہے۔ بظاہر وہ نظام مصطفیٰ اور حقیقی اسلام کی باتیں کرتے ہیں اور پاکستان کو پاک و صاف اور مضبوط و مستحکم بنانے کا دعویٰ پیش کرتے ہیں۔لیکن جو ارادے اور طریقہ کار ان کا ہے وہ پاکستان کو مضبوط نہیں بلکہ کمزور کرنے کا ہے اور یہ بات حالات سے بخوبی واضح ہوگئی ہے۔ اور ہورہی ہے کہ اب تک ان لوگوں نے پاکستان کو کتنا مضبوط کیا اور کتنا صحیح اور منصفانہ نظام جاری کیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ان کے طریقوں اصولوں کارناموں سے تو غیر مذاہب والے کان پکڑتے ہیں اور ان سے دس قدم دور رہتے ہیں پھر کس مضبوط پاکستان کی یہ باتیں کرتے ہیں۔مذہب کی آڑ میں اندرونی طور پر وہاں جو کچھ ہو رہا ہے۔اللہ حافظ۔ دیکھ کر اور سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

پاکستان کا ہمدرد کون ہے؟

ہم ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ شہری جو بانی پاکستان محمد علی جناح کے اصولوں اور آئین کے مطابق وہاں زندگی گذار رہا ہے اور مذہب اسلام کی پاکیزہ تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہے وہ یقیناً پاکستان کا ہمدرد ہے ۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کے افراد کا تعلق ہے وہ اسلام کی پاک تعلیم پر عمل کرتے ہیں اور وہ جس ملک میں رہتے ہیں اُس ملک کے وفادار شہری بن کر رہتے ہیں ۔ حُب الوطن من الایمان کے تحت وطن سے بہت محبت کرتے ہیں ہندوستان کے احمدی ہندوستان سے محبت کرتے ہیں تو پاکستان کے احمدی پاکستان سے محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا پاکستان کا ہمدرد وہی ہے جو خلوص دل سے پاکستان سے محبت کرتا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا۔ اُس وقت سبھی نے جو بھی جماعتیں فرقے یا مذاہب کے لوگ تھے ملکر پاکستان بنانے میں بھر پور حصہ لیا تھا اور وفاداری ظاہر کی۔ پھر آہستہ آہستہ وہاں کے حالات بدلتے گئے امن وشانتی نہیں رہی لوٹ کھسوٹ رشوت خوری چور بازاری ڈکیتی اغوا کاری زنا بالجبر اور دیگر حادثات بڑھتے گئے۔ اسی طرح کفر سازی کا بازار بھی وہاں گرم ہے ایک دوسرے کو کافر قرار دینا عام بات ہے۔

پاکستان کی قومی اسمبلی کا رسوائے زمانہ کارنامہ:

قانونی طور پر پاکستانی اسمبلی نے احمدیہ جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیکر اپنے زعم میں ایک بہت بڑا دینی کارنامہ سرانجام دیا ہے جس کا ببانگ دہل اسٹیجوں پر میڈیا کے ذریعہ اعلان کیا جاتا رہا کہ نوے سالہ مسئلہ حل کردیا گیا اور قادیانیوں کو اسلام کی جماعت سے قانونی طور پر خارج کردیا گیا۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیم:

اسلام تو امن پسند مذہب ہے ۔ پیار ومحبت اتفاق واتحاد و بھائی چارہ کی تعلیم دیتا ہے۔ بانی اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی دنیا کیلئے ایک کامل نمونہ ہے۔ولکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنہ ۔وما ارسلنك الا رحمة للعلمین۔

آپؐ کے اخلاق کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کان خلقه القرآن آپؐ کے اخلاق قرآن مجید کے مطابق تھے قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ اُن لوگوں کو بھی بُرا مت کہو جو خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں ورنہ وہ تمہارے سچے خدا کو گالیاں دیں گے۔ پھر اسلام تمام پیشوایان مذاہب کی عزت و تکریم کی تعلیم دیتا ہے۔آپؐ نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے اُس کی عزت کرو۔ آپؐ نے اپنے اور صحابہ کے ان جانی دشمنوں کو بھی معاف کیا جنہوں نے بے انتہا دُکھ دیئے اور گالیاں دیں کھانے میں زہر ملایا بلکہ عورتوں کو بے دردی سے مارا پیٹا اور صحابہ کو شدید اذیتیں دیں۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام علیک الصلوٰۃ علیک السلام

ہمارا رسول غیروں میں مقبول:

یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے پاکیزہ اخلاق کو دیکھ کر اور پڑھ کر غیر بھی عش عش کر اُٹھے اور انہوں نے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں اور آپ کے گرویدہ ہوگئے اور لاکھوں لوگ اسلام میں داخل ہوگئے۔آج کروڑوں مسلمان دنیا میں ہیں یہ کہاں سے آئے۔عرب میں تو سارے مشرکین تھے انہوں نے اسلام قبول کیا پھر یہودی عیسائی ہندو پارسی اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی اس پاکیزہ تعلیم کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے اور آج ان گنت لوگ اسلام میں داخل ہیں۔

بانی اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنی دفاعی جنگوں میں بھی دشمنوں سے حسن سلوک کی پاکیزہ تعلیم دی ہے ۔جنگوں میں بچوں بوڑھوں عورتوں کمزوروں کے ساتھ زیادتی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چہرے پر مارنے سے فصلوں اور پھلدار درختوں کو نقصان پہنچانے سے منع فرمایا۔ایک طرف تو آقائے نامدار سرکار دوعالم آنحضرت صلعم کا یہ پاک نمونہ ہے تو دوسری طرف پاکستان میں اسلام کے نام پر ایسے ظالمانہ اور جابرانہ ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔

پاکستان کا وقار بین الاقوامی طور پر گر رہا ہے:

پاکستان جو اللہ کی نظروں سے گر چکا ہے اس کے ذمہ دار پہلے تو وہاں کے حکام ہیں پھر ملاؤں کا ٹولہ ہے ۔ اب حال یہ ہے کہ بین الاقوامی طور پر بھی اس ملک کا وقار گر رہا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اب مغربی ممالک نے تجارتی معاہدے بھی پاکستان سے وقتی طور پر حالات کی وجہ سے بند کئے ہوئے ہیں کئی ممالک پاکستان سے بیزار ہیں یہی وجہ ہے کہ کئی سال سے نہ تو وہاں بین الاقوامی میچ سیریز ہوتی ہے نہ کوئی ٹورنامنٹ ہوتا ہے۔ باہر کی ٹیمیں وہاں کھیلنے سے کتراتی ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کی معیشت کا بہت برا حال ہے وہاں کوئی رقم لگانے کیلئے تیار نہیں ، کیونکہ وہاں امن شانتی کی کوئی ضمانت دینے کیلئے تیار نہیں ہے۔

ظلم کی چکی میں عوام پس رہے ہیں:

میڈیا کے ذریعہ پاکستان کے حالات سن کر اور پڑھ کر ایک انسان بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ کس طرح سے وہاں معصوم لوگوں کا استحصال کیا جارہا ہے۔ عورتوں کی عزت وہاں قائم نہیں ہے۔اقلیتوں پر ظلم و ستم جاری ہیں۔ دہشت گرد کھلم کھلا جسے چاہتے ہیں موت کے گھاٹ اُتار دیتے ہیں۔

عدالتی انصاف میں میانہ روی نہیں:

احمدیوں کے گھروں کو جلایا جاتا ہے۔ عبادتگاہوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔احمدیوں کو جانی نقصان پہنچانے زدوکوب کرنے والے مجرم پکڑے نہیں جاتے ہیں۔

عدالت کا انصاف دیکھیں:

اس کے برعکس اگر ایک احمدی کسی کے سامنے کلمہ پڑھے یا قرآنی آیت پڑھے یا اسلامی اصطلاح استعمال کرے یا کسی سے اسلام کے بارے میں گفتگو کرے یا شادی کارڈ میں بسم اللہ لکھے یا گھروں و مساجد میں قرآنی آیات لکھے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے تو اس کی شکایت ملنے پر عدالتیں فوری حرکت میں آجاتی ہیں۔

احمدیوں کو جیل خانہ میں بند کردیا جاتا ہے۔اگر کسی غیر احمدی نے شکایت کی تو احمدیوں کو جیل میں ڈالا جاتا ہے۔ آج بھی سینکڑوں احمدیوں پر کئی کیس چل رہے ہیں۔اگر ملاں یا باقی لوگ احمدیوں کو تنگ کریں مکان میں آگ لگادی جائے اور جانی و مالی نقصان کیا جائے تو نہ پولیس انہیں گرفتار کرتی ہے اور نہ انصاف کرتی ہے۔

خدا کو ظلم ہرگز پسند نہیں:

خدا کو ظلم ہرگز پسند نہیں خاص کر اگر مذہب کی آڑ میں ظلم وستم روا رکھا جائے ۔معصوم لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتارا جائے انہیں مالی وجانی نقصان پہنچایا جائے۔ ذلیل قسم کی حرکات کی جائیں۔

اس لئے اس وقت پاکستان بہت ہی برے حالات سے دوچار ہے ان حالات کی پوری ذمہ داری حکام کی ہے جنہوں نے دہشت گردی پر کنٹرول نہیں کیا اور ظلم کو بے لگام چھوڑا۔ ایک سال میں کئی معصوم احمدیوں کو بے دردی سے شہید کیا گیا۔ حیرانی اس بات کی ہے کہ عذاب پر عذاب ان لوگوں پر آرہے ہیں لیکن عقلیں ماری گئیں ہیں۔

آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ظلم و بربریت کا بازار گرم ہے۔ پاکستان کبھی بھی

آم - ایک فرحت بخش پھل

آم موسم گرمی کا مشہور اور لذیذ ترین پھل ہے۔ آم کی سینکڑوں اقسام ہیں۔ جن میں لنگڑا، چونسا، دسہری، ثمر بہشت وغیرہ مشہور ہیں۔ اس پھل میں پروٹین کم ہوتے ہیں لیکن نشاستہ اور شکر کافی مقدار میں ہوتی ہے، جس کی وجہ سے یہ پھل بیحد توانائی بخش ہوتا ہے۔ اس میں حیاتین الف اور بے کے علاوہ حیاتین ج بھی کافی مقدار میں موجود ہوتا ہے۔

آم کی دو بڑی اقسام قلمی اور تخمی ہوتی ہیں۔ قلمی آم دیر ہضم اور ثقیل ہوتا ہے۔ جب کہ تخمی آم کاٹ کر کھایا جاتا ہے۔ پختہ آم میٹھا نہایت لذیذ اور فرحت بخش ہوتا ہے اور ہر عمر کے افراد کے لئے مفید ہوتا ہے۔ آم صرف ذائقہ کیلئے ہی مشہور نہیں، بلکہ اس کے شفائی اثرات بھی مسلم ہیں۔

دوا کے طور پر پختہ آم استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ کچا آم استعمال کرتے ہیں۔ اسکے کھانے سے قبض کی شکایت دور ہو جاتی ہے اگر آم کھانے کے بعد دودھ پی لیا جائے تو جسم کو بہت قوت اور توانائی ملتی ہے۔

جو افراد خون کی کمی میں مبتلا ہوں، انہیں آم استعمال کرانے سے چند دنوں میں خون کی کمی پوری ہو جاتی ہے اور چہرے کی زردی ختم ہو کر سرخی جھلکنے لگتی ہے۔ اس مقصد کے لئے آم کھانے کے بعد کچی لسی پی جاتی ہے۔ اس سادہ غذائی نسخہ کے استعمال سے خون زیادہ مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ خون کی خرابی کی صورت میں، جلدی شکایات لاحق ہو رہی ہوں، آم کھانے کے بعد کچی لسی پینی چاہیئے اس طرح جلدی تکالیف بہت جلد ختم ہو جاتی ہیں اور چہرے کا رنگ نکھر جاتا ہے۔

نظام ہاضمہ: آنتوں کی کمزوری میں آم بہت مفید ہے۔ آم کے استعمال سے معدہ اور آنتیں مضبوط ہوتی ہیں جس سے ہاضمہ کی خرابی دور ہوتی ہے۔ صبح کے وقت آم کا رس پانچ تولہ (ساٹھ گرام) اور زنجبیل 9 گرام ملا کر کھانے سے ہاضمے کی کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ ہیضے دست اور قئے کی شکایات بہت تکالیف دہ ہوتی ہیں اس کے لئے آم کے پتوں کی بیچ کی ڈنڈیاں 9 عدد اور کالی مرچیں 9 عدد پانی میں پیس کر گولیاں بنا لیتے ہیں، ان گولیوں کے استعمال سے دست اور قے کی شکایات دور ہو جاتی ہے۔

خواتین: حاملہ عورتوں کے لئے آم کا استعمال بے حد مفید ہے۔ اس کے استعمال سے قبض کی شکایت دور ہو جاتی ہے، بھوک خوب کھل کر لگتی ہے اور اس کے علاوہ بچہ صحت مند، خوبصورت اور توانا پیدا ہوتا ہے۔ جو خواتین اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں انہیں بھی یہ پھل ضرور کھانا چاہیئے، اس کے استعمال سے دودھ زیادہ مقدار میں بنتا ہے۔

موسم گرما کی شکایات: کچے آم سے ایک شربت تیار کیا جاتا ہے جسے افشردہ کہا جاتا ہے۔ یہ لُو لگنے کی شکایت میں مفید ہے افشردہ تیار کرنے کیلئے کچا آم بھوبھل میں دبا دیتے ہیں۔ جب وہ پک کر نچوڑنے کے قابل ہو جاتا ہے تو اسے نکال کر راکھ صاف کر کے گودا نکال لیتے ہیں۔ اس گودے میں چینی ملا کر پانی میں حل کرنے سے افشردہ تیار ہو جاتا ہے۔ اگر اس میں تھوڑا سا عرق کیوڑہ یا عرق بید مشک ملا دیا جائے تو یہ مزید مفید ہو جاتا ہے۔ یہ دل کو فرحت اور تقویت دیتا ہے اور پیاس بجھاتا ہے اس کے استعمال سے گرمی کے اثرات نہیں ہوتے۔

کھٹا آم جگر کیلئے مفید ہے لیکن اس سے بھوک خوب لگتی ہے، خون صاف ہوتا ہے، صفرا کی زیادتی ختم ہوتی ہے گردے اور مثانے کی پتھری ٹوٹ کر باہر خارج ہوتی ہے۔

آم کی چھال: آم کی چھال خشک اور قابض ہوتی ہے۔ ایام کی بے قاعدگی میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سوزاک کیلئے آم کی چھال کو ایک تولہ (12 گرام) کی مقدار میں رات کو پینے سے سوزاک کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ قابض ہونے کے باعث آم کی چھال پیچش اور سنگرہنی میں بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اس کی لکڑی اور پتوں کی راکھ زخم کو مندمل کرتی ہے اور زخم سے رستے ہوئے خون کو بند کر دیتی ہے۔

بواسیر کی شکایت بہت تکلیف دہ ہوتی ہے اس کے لئے آم کی کچی کونپلوں کا جوشاندہ بہت مفید ہوتا ہے۔ اس کی کچھ کونپلیں بواسیر کے خون کو روکتی ہیں۔ اس کے پتوں کے جوشاندہ کا آب دست لینا بواسیر میں مفید ہوتا ہے۔ آم کے پتوں کا سفوف خون کی خرابی میں پیدا ہونے والے امراض میں مفید ہوتا ہے۔

آم کی گٹھلی کی گری نہایت قابض ہوتی ہے البتہ نمک کے ساتھ کھانے سے ہضم ہو جاتی ہے۔ آم کی پتی کا سفوف دس سے پندرہ رتی استعمال کرنے سے مناسب مقدار میں آنتوں کے کیڑے خارج کرتا ہے، خونی بواسیر اور امراض جلد میں نفع ہے۔ اس کا سفوف سونگھنا نکسیر کو روکتا ہے۔

آم کو چینی میں لہسن ملا کر استعمال کرنا اختلاج قلب کی شکایت میں مفید ہوتا ہے۔ آم کا اچار ہاضمہ کو قوی کرتا ہے لیکن اس کا زیادہ استعمال مضر ہے آم کا مربا فرحت بخش اور مقوی ہوتا ہے۔

آم کا مربا:

آم یعنی کیری کا مربا موسمی سویٹ ڈش ہے اپنے ذائقہ کے اعتبار سے اسے بہت پسند کیا جاتا ہے گرمی اور حبس کے دنوں میں اس کا استعمال بہت مفید اور فرحت بخش سمجھا جاتا ہے۔ ذائقہ کھل جاتا ہے اور کھانا بھی ہضم ہو جاتا ہے

اجزا: کچا آم یعنی کیری ایک کلو، چینی بارہ پیالی:

اچھے سخت کچے آم لے کر پہلے اس کا چھلکا اتار لیں اور یکساں سائز کے ٹکڑے کاٹ کر چونے کے اوپر نتھرے پانی میں انہیں کم از کم آدھا گھنٹہ بھگو دیں۔

ٹکڑے نکال کر صاف کپڑے پر پھیلا دیں۔ اور دبا دبا کر پانی نکالیں۔ چینی کا شیرہ بنا کر یہ ٹکڑے دھیمی آنچ پر شیرہ گاڑھا ہونے تک پکائیں، ٹکڑے گل جانے چاہئے۔

ٹھنڈہ ہونے پر صاف شدہ مرتبان میں نکال لیں یہ ایک سال تک ٹھیک رہ سکتا ہے، بعض لوگ اسمیں زعفران بھی پیس کر ملا دیتے ہیں جس سے رنگ اور خوشبو بڑھ جاتی ہے۔ اس پر کریم ڈال کر کھانے سے مزہ اور غذائیت دوبالا ہو جاتی ہے۔ (بحوالہ ماہنامہ رسالہ فکر وصحت رامپور ماہ جولائی 2011ء صفحہ 30.31)

صلی اللہ علیہ وسلم

ثاقب زیروی

ماہ نبوت، مہرِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
صبح اَزل کے مطلعِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم

شافعِ محشر، ہادیٔ مظہر لطف و رحمتِ خالق
ساقیٔ کوثر، بحرِ سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم

سورۂ واللّیل آپؐ کے گیسو۔ معنیٔ قوسین آپؐ کے ابرو
کس کو ملی ہے ایسی فضیلت صلی اللہ علیہ وسلم

مشعلِ ایماں نُورِ صداقت، آپؐ کی صورت، آپؐ کی سیرت
حجتِ دیں، اتمامِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ ہی کا ہم کو ہے وسیلہ، آپؐ ہی کا ہم کو ہے سہارا
بہرخدا ہو چشمِ عنایت صلی اللہ علیہ وسلم

نذرِ خزاں یہ گلشن جاں ہے، ذہن اسیر وہم وگماں ہے
پھر سے دکھادو، راہِ ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم

پیش نظر ہو روضہء اطہر، لکھتا رہوں بس نعت پیمبرؐ
ہے یہی اپنی زیست کی غایت صلی اللہ علیہ وسلم

ذاتِ گرامی رحمتِ عالم، زخمِ نہاں کے آپؐ ہیں مرہم
مژدۂ امن و قلزمِ شفقت صلی اللہ علیہ وسلم

ہو نہ عمل اخلاص سے خالی جاں میں ہو اپنی رُوح بلالیؓ
دل میں ہو ہردم آپؐ کی چاہت صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کا ثاقبؔ مدح سرا ہے آپؐ کے ہی درکا تو گدا ہے
نظرِ کرم ہو، چشم عنایت صلی اللہ علیہ وسلم

حالات حاضرہ از محمد یوسف انور قادیان

اتنا پریشان نہیں ہوا جتنا آج کے دور میں ہو رہا ہے:

باوجود اس کے کہ پاکستان میں کئی مرتبہ حکومت کا تختہ پلٹ دیا گیا اور سنی شیعہ جھگڑے بھی ہوئے ۱۹۷۴ میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت بھی قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان ہر لحاظ سے بین الاقوامی سطح پر ایک مضبوط و مستحکم اسلامی ملک تھا اور ساری دنیا میں وقار قائم تھا۔ پاکستان کو کافی آمد بھی ہوتی تھی لیکن موجودہ صورت حال جیسے حالات کا سامنا پاکستان کو کبھی نہ کرنا پڑتا تھا ایسا کیوں ہوا ہے۔ جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان نے ملاؤں سے ملکر ایک خطرناک سازش رچی تھی جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ چونکہ جماعت احمدیہ پاکستان اور بیرون پاکستان میں دن بدن ترقی کر رہی تھی جو کہ انہیں پسند نہ تھی۔

نظام خلافت کو اُکھاڑ پھینکنے کی مذموم سازش:

جنرل کی حکومت کے ارادے صحیح نہیں تھے جماعت کے بعض بزرگان کو خوابوں کے ذریعہ اطلاع مل چکی تھی کہ جماعت احمدیہ کے خلاف ایک بہت بڑی سازش رچی جا رہی ہے جس سے نظام خلافت کو نقصان پہنچایا جانا مقصود تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دعائیں کرتے ہوئے اُس وقت کے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو احباب جماعت سے مشورہ کرنے کے بعد لندن ہجرت کرنی پڑی۔ ہجرت کے بعد سے پاکستان کے حالات بجائے اچھے ہونے کے ابتر ہوتے جا رہے ہیں خلافت کی بے شمار برکات پاکستان کو حاصل تھیں لیکن ان ظالموں نے خود ان برکات سے منہ موڑا اور قعر مزلت میں گر گئے۔ اس کے برعکس احمدیہ مسلم جماعت آج دنیا کے دو صد ممالک میں پھیل چکی ہے۔ جماعت کا اپنا چینل چوبیس گھنٹے خدمت اسلام میں مصروف ہے۔ ان پاکستانی شرپسندوں کی قسمت میں ذلت اور خواری ہی ہے۔ جتنا یہ مخالفت کرتے ہیں جماعت ترقی کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطابات میں بار بار لوگوں کو تلقین کی اور فرمایا: ”پاکستان میں جو جماعت احمدیہ اور احمدیت پر مظالم توڑے جا رہے ہیں ان کا دائرہ صرف جماعت احمدیہ ہی نہیں بلکہ درحقیقت پاکستان پر اور عالم اسلام پر مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ انکے اتنے خوفناک اور بد اثرات ظاہر ہونے والے ہیں جن کے تصور سے ہی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ ۲۵ مئی ۱۹۸۴)

آج پاکستان کی بہتری کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں احمدیوں اور دیگر اقلیتوں پر ہونے والے ظلم سے باز آجائیں۔ اگر اب بھی باز نہ آئے تو خدائی گرفت کسی بھی رنگ میں ہوسکتی ہے۔

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار ونزار

❁❁❁

❁❁❁❁❁❁

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-8468, 2237-0471

رپورٹیں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شولاپور: ماہ مارچ میں شولاپور کی تمام جماعتوں میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں احباب ومستورات نے شرکت کی۔ ۲۶ مارچ ۲۰۱۲ کو موضع پٹھان بستی میں یک روزہ تربیتی کیمپ لگایا گیا نماز تہجد سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ اس موقعہ پر بچوں کو اذان، نماز، دعائے قنوت، نماز جنازہ، احادیث نبویہ، سیرۃ حضرت مسیح موعودؑ، قرآن کریم کی برکات وغیرہ اہم دینی امور سکھائے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔ (فضل رحیم خان۔ سرکل انچارج شولاپور)

بلاّری: ۳۰ مارچ ۲۰۱۲ کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ یکم اپریل ۲۰۱۲ کو لجنہ اماء اللہ بلاری کے زیر انتظام جلسہ سیرۃ النبی منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں لجنہ وناصرات نے شمولیت اختیار کی۔ ۲۵ اپریل کو لجنہ اماء اللہ مقامی کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں لجنہ وناصرات کے علمی وورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ (ایم مقبول احمد مبلغ سلسلہ بلاری)

جلسہ یوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قادیان: ۲۳ مارچ کو لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی جانب سے زیر صدارت جناب منیر احمد حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید جلسہ یوم مسیح موعودؑ مسجد اقصیٰ میں منعقد کیا گیا۔ اس موقع پر تلاوت قرآن کریم اور نعت کے بعد مکرم مولانا عبدالوکیل نیاز صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں۔

محترم کے طارق احمد صاحب نے 23 مارچ 1889 کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام ومرتبہ کے موضوع پر اور مکرم مولانا قریشی محمد فضل اللہ صاحب نائب ناظر نشرواشاعت نے ''سیرت حضرت مسیح موعودؑ، عشقِ الٰہی، عشقِ رسول وشفقت علیٰ خلق اللہ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

صدر اجلاس نے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا اقتباس پیش کیا کہ ''میری بعثت کا مقصد دنیا کے تمام لوگوں اور تمام مذاہب کے ماننے والوں کو ایک دین پر جمع کرنا ہے اور ان کے دلوں کو پاک کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت کیلئے انہیں تیار کرنا ہے''۔

آخر پر صدر اجلاس نے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے شرائط بیعت کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے کی نصائح کرتے ہوئے اختتامی دُعا کروائی۔ اس جلسہ میں کثیر تعداد میں مستورات نے بھی شرکت کی۔ (ادارہ)

الحمدللہ کہ ۲۳ مارچ ۲۰۱۲ کو جماعت احمدیہ بھارت کی درج ذیل جماعتوں میں جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ جماعت احمدیہ شولاپور، یادگیر زیر اہتمام مجلس انصار اللہ، بانکا بہار، دیوتک، بلبرگہ کرناٹک، دیودرگ کرناٹک، ہوسور کرناٹک، بارڈ ایلبرگہ، بلوٹگی یلبرگہ۔ چکمیا گری، کلور، گڑگریلی یلبرگہ،

اللہ تعالیٰ ان مقامات پر ہونے والے جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

(نظارت اصلاح وارشاد قادیان)

تقریب تقسیم سندات دارالصناعۃ قادیان

دارالصناعۃ قادیان ۱۸ اپریل ۲۰۱۲ کو دوسری تقسیم سندات کی تقریب زیر صدارت محترم ناظر اعلیٰ صاحب وامیر مقامی منعقد ہوئی جس میں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ عزیزم ماجد خان نے تلاوت قرآن پاک کی۔ عزیزم شمس الدین نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں مکرم اظہر احمد خادم صاحب صدر دارالصناعۃ نے تعارفی تقریر اور سالانہ کارگزاری رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ اس سال سے دارالصناعۃ کا الحاق گورنمنٹ کے ادارہ NSIC دہلی سے ہو چکا ہے اب سے دارالصناعۃ میں داخلہ لینے والے طلبا کو NSIC کے سرٹیفکیٹ حاصل ہوں گے۔ اور سبھی کورس چھ ماہ کے ہیں۔ اس کے بعد سبھی طلباء کے درمیان محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان وصدر مجلس خدام الاحمدیہ نے سندات تقسیم کیں۔ اس موقع پر ویلڈنگ ٹریڈ میں ایک، پلمبر ٹریڈ میں سات، الیکٹرکل ٹریڈ میں آٹھ اور آٹو موبائل میں دس طلباء کو سندات تقسیم کی گئیں اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ (مجید خان پرنسپل دارالصناعۃ قادیان)

ایک احمدی طالبہ کا اعزاز

خاکسار کی دُختر عزیزہ کوکب بشیر زوجہ مکرم جنید تقی نبیرہ مکرم غلام قادر شرق صاحب مرحوم شادی کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی دعاؤں اور محنت اور لگن سے BFA in animation from the school of visual Arts (S.V.A) New Yark سے گریجویٹ میں کامیاب ہوئی ہے ان کی Animation Thesis Film کا نام Dechen ہے جس کو Prestigious Award for the Best Movie with Outstanding achievement in Tradintional Anumation میں حاصل ہوا ہے اور Recognized as a honour student اور Distinction میں Gold Medal کا اعزاز حاصل کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو مزید ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔

(فرخ دردانہ۔ بنت غلام قادر شرق صاحب مرحوم۔ سکندرآباد)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

دروازہ کی طرف بھاگا اور سیکھواں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سوچا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تو یہاں پر اُپلے آنے کا ذکر کیا ہے۔ اتنی دیر میں پیرا دتا ملازم حضرت مسیح موعودؑ آیا اور کہا کہ پہاڑی دروازہ پر ایندھن اور اُپلے آئے ہیں خرید لیں۔ میں جب وہاں پہنچا تو بولی چل رہی تھی میں نے ساری لکڑی کا جائزہ لے کر کہا کہ اس میں ایک روپیہ اور بارہ آنہ سے زیادہ کا ایندھن نہیں ہے۔ اس پر لوگ چلے گئے۔ ریہڑے والے نے جب یہ ماجرا دیکھا تو وہ ایک روپیہ بارہ آنہ پر دینے کو تیار ہو گیا۔ میں نے ساری لکڑی سنبھال لی اور سوچا کہ ہے معمولی سا کام ہے حضور کو اس کی کیا اطلاع دینی۔ صبح جب حضرت صاحب سیر کے لئے تشریف لائے تو آپ نے فرمایا قادیان میں ایک میر مہدی حسن صاحب آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب تک کوئی الہام نہ ہوگا میں کوئی کام نہ کرونگا۔

حضرت غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ 1905ء کا واقعہ ہے کہ عبد الحمید کپورتھلوی صاحب نے مجھے کہا کہ آپ کپورتھلہ ہمارے پاس چلیں اور درس وتدریس کریں۔ میں نے انہیں کہا کہ میں دارالامان میں رہوں گا یا پھر اپنے وطن واپس چلا جاؤں گا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اگر حضور اجازت دیں تب آپ کیا کریں گے۔ میں نے جواباً کہا تب حضور کا حکم بجا لاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے حضور کا رقعہ لکھ کر اندر بھجوا دیا۔ حضور نے فرمایا ''ہاں وہ جاسکتے ہیں۔ میری طرف سے اجازت ہے''۔ اس پر غلام رسول صاحب راجیکیؓ کپورتھلہ تشریف لے گئے اور ۶ ماہ تک درس وتدریس میں مشغول رہے۔

حضرت خلیفہ نور الدین صاحبؓ سکنہ جموں فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں شہر کی ملازمت میں تھا تو جہاں جاتا حضور کے بارہ میں لوگوں سے دریافت کرتا ایک بار محلہ خانیار سے گذرا تو میں نے ایک بوڑھی عورت سے پوچھا کہ یہاں کس کی قبر ہے۔ انہوں نے کہا کہ یوز آصف نبی کی قبر ہے۔ میں نے کہا کہ نبی یہاں کہاں؟۔ اس نے کہا کہ بہت دور سے یہ نبی یہاں آئے ہیں۔ یہ واقعہ میں نے حضرت خلیفہ نور الدینؓ کو بیان کیا۔ اس واقعہ کے لمبا عرصہ بعد ایک بار حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا قرآنی آیت وآوینھما سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کشمیر جیسے کسی مقام میں آئے تھے میں نے اپنا یہ واقعہ بیان کیا اس پر حضور نے مزید تحقیقات کرنے کیلئے مجھے بھجوایا اور میں نے 560 علماء سے اس کے متعلق دستخط کروا کر حضور کی خدمت میں بھجوایا جسے حضور نے پسند فرمایا۔

حضرت جمال الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص حضرت صاحب کی اجازت سے حضرت خلیفہ اولؓ کو بٹالہ مریض دیکھنے کے لئے لے گیا حضور نے فرمایا'' آپ شام تک آجائیں''۔ اس دن اتفاق سے بہت بارش ہوئی۔ گھٹنے گھٹنے پانی بھر گیا۔ حضرت خلیفہ اوّل اسی پانی میں چلتے ہوئے شام سے قبل پہنچ گئے۔ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام صحابہ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور یہ اپنی خواہشات کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اخروی جنت میں رہیں۔ صحابہ کرام کی نسلوں کو بھی اللہ تعالیٰ صدق وصفا پر چلنے کی توفیق دے۔ ہمیں بھی ان کی وفا کے نمونے قائم کرنے کی توفیق دے۔ اور آپ کے بعد قائم ہونے والی قدرت ثانیہ سے وفا کے اعلیٰ معیار دکھانے والا اور خلافت کے ساتھ جڑنے والا بنائے کیونکہ اس کے بغیر خدا کا فضل نہیں ہوسکتا۔

❁❁❁

ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس مگدھ رینج گیا کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کی پیشکش

بتاریخ 29 مارچ خاکسار ومکرم خالد اشرف صاحب مبلغ سلسلہ وسرکل انچارج گیا اور مکرم دیدار الحق صاحب معلم سلسلہ تین افراد پر مشتمل احمدیہ مسلم وفد نے سینئر IPS مکرم نیّر حسنین خان صاحب .D.I.G پولیس مگدھ Range گیا سے اُن کے آفس میں جا کر ملاقات کر کے موصوف کو جماعت کا تعارف کراتے ہوئے اُن کی خدمت میں بطور تحفہ اسلامی لٹریچر پیش کیا۔ موصوف D.I.G صاحب نے جماعت کے متعلق کی گئی گفتگو کو بڑی دلچسپی سے سنا۔ جماعت کی باتوں کو سنکر موصوف نے جماعت کے کاموں کی بہت تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ اس ملاقات کے بہترین نتائج ظاہر فرماوے۔ آمین۔

(عقیل احمد سہارنپوری۔ نمائندہ نظارت دعوت الی اللہ بھارت)

❁❁❁

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 7.14 June 2012 Issue No : 23.24

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S. $: 50 Euro : 70 Canadian Dollar

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صدق وصفا کے ایمان افروز روایات

اللہ تعالیٰ صحابہؓ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے، صحابہ کرام کی نسلوں کو بھی صدق وصفا پر چلنے کی توفیق دے۔

ہمیں بھی ان کی وفا کے نمونے قائم کرنے اور آپؑ کے بعد قائم ہونے والی قدرت ثانیہ سے وفا کے اعلیٰ معیار دکھانے والا اور خلافت کے ساتھ جڑنے والا بنائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25 مئی 2012 بمقام فرینکفرٹ جرمنی

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک مقام پر اپنی جماعت کے صدق و اخلاص کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ وہ نہایت تیزی اور ہمت سے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص ہے جب میری طرف سے کسی امر کا حکم ہوتا ہے تو وہ فوراً عمل کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اسی طرح فرمایا حقیقت میں کوئی قوم قوم نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنے امام کی پوری طرح اطاعت نہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ؓ کا نمونہ ہمارے سامنے ہے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر ہر ایک تکلیف کو برداشت کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنے وطنوں کو چھوڑا۔ یہی صدق تھا جس نے آخر کار انہیں بامراد کیا۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو اس کی قدر اور مرتبہ کے مطابق صدق اور اخلاص عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کے صدق اور اخلاص کے متعلق اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:

” چھہترواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے القیت علیک محبَۃً منّی ولتصنع علٰی عینی یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا۔ اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کروں گا۔ یہ اُس وقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ پھر ایک مدت کے بعد یہ الہام پورا ہوا اور ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اُس نے میری محبت بھر دی بعض نے میرے لئے جان دے دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دُکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں “

حضرت مسیح موعودؑ اپنے مخلص صحابی سید ناصر شاہ اوورسیئر از مقام بارہ مولا کشمیر کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”میں اپنی تحریر میں اس جگہ تک پہنچا تھا اور یہ فقرہ لکھ چکا تھا کہ اسی وقت ایک مخلص صادق کا خط آیا جو میرے سلسلہ میں داخل ہے اور چونکہ وہ خط اس فقرہ کے عین لکھنے کے وقت آیا اور اس کے مناسب حال تھا اس لئے ذیل میں اس کو لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

میری بڑی تمنا یہ ہے کہ قیامت میں حضور والا کے زیر سایہ جماعت بابرکت میں شامل ہوں جیسا کہ اب ہوں۔ آمین۔ حضور عالی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اس قدر محبت ذات والا صفات کی ہے کہ میرا تمام مال و جان آپ پر قربان ہے اور میں ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں۔ میرے بھائی اور والدین آپ پر نثار ہوں۔ خدا میرا خاتمہ آپ کی محبت اور اطاعت میں کرے۔ آمین۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 240)

حضرت مسیح موعودؑ اسی تسلسل میں فرماتے ہیں:

اور دیکھتا ہوں کہ اُن کے دل محبت سے پُر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دست بردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ تیار ہیں۔ جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا! درحقیقت ذرّہ ذرّہ پر تیرا تصرف ہے تو نے ان دلوں کو ایسے پر آشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور اُن کو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 239)

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت میں بعض ایسے مخلصین کی روایات پیش کرونگا جو جو وفا اور عقیدت کے جذبہ سے پر تھے۔ بعض باتیں بظاہر چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں لیکن ہر صحابی کی اطاعت کا الگ الگ رنگ ہے۔ صحابہ کو حضرت مسیح موعودؑ سے جو عشق تھا وہ بیان سے باہر ہے صحابہ کرام کا یہ عشق ہمارے لئے بھی قابل تقلید ہے۔

حضرت فضل الٰہی صاحب ریٹائرڈ پوسٹ مین بیان کرتے ہیں کہ میری ترقی کا وقت ہو گیا تھا میں نے حضور سے اس کا ذکر کیا کے ترقی ہو رہی ہے ساتھ ہی تبادلہ بھی ہو جائے گا۔ جب میں نے یہ بات حضور کو بتائی تو حضور نے فرمایا کہ یہاں لوگ ہزاروں روپیہ خرچ کر کے آ رہے ہیں اور تم جا رہے ہو۔ اس پر انہوں نے اپنی ترقی لینا پسند نہ کی اور قادیان میں ہی رہے۔

حضرت مفتی فضل الرحمان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضور گورداسپور مقدمیں کی تاریخ میں جاتے تو مجھے اردل کرتے۔ جب یکّہ پر روانہ ہوتے تو پہلے فرماتے میاں فضل الرحمان کہاں ہیں؟ میں حاضر ہوتا تو جواب دیتا حضور حاضر ہوں۔ میں یکہ میں آگے بیٹھ جاتا اور یکہ چلاتا اس دوران میرا دوسرا بچہ ٹایفائیڈ کے مرض سے بیمار ہو گیا۔ میری بیوی نے تاریخ مقدمہ سے ایک دن پہلے عریضہ لکھنے کو کہا میں نے کہا جب حضور روز آتے ہیں تو عریضہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن اسکے اصرار پر عریضہ لکھ دیا حضور نے اس کے جواب میں تحریری فرمایا کہ ”میں دعا کرونگا لیکن اگر تقدیر مبرم ہے تو ٹل نہیں سکتی“۔

میں یہ سن کر رو پڑا اور بیوی کو کہا کہ یہ بچہ اب نہیں بچے گا حضور اگلے دن صبح تشریف لائے اور مجھے کہا کہ آج تم گھر میں رہو یہ پہلا دن تھا جو مجھے حضور کے ساتھ جانے کا موقعہ نہ ملا اور اس کا مجھے بہت افسوس ہوا۔

حضرت ملک شادی خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار میاں جمال الدین صاحب کے ساتھ قادیان آیا مسجد مبارک میں ظہر کی نماز کے بعد حضور سے ملاقات ہوئی حضور سے مصافحہ کا شرف نصیب ہوا میرے کانوں میں رنگ تھے حضور نے دیکھ کر فرمایا مسلمان تو رنگ نہیں پہنتے میں نے فوراً اتار دئے۔

حضرت شیخ زین العابدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حافظ صاحب قادیان آئے تو حقہ بہت پیا کرتے تھے۔ اور چوری چھپے میاں نظام الدین صاحب کے یہاں جایا کرتے تھے۔ جب حضور کو اس بات کا علم ہوا تو حضور نے فرمایا میاں حامد علی یہ پیسے لو اور بازار سے ایک حقہ لے لو اور جب ضرورت ہو تو گھر میں پی لیا کرو غرض چھ سات ماہ حقہ گھر میں استعمال کیا۔ چھ سات ماہ بعد فرمایا میاں حامد صاحب اگر یہ حقہ چھوڑ دو تو کیا بات ہے میاں حامد علی نے فرمایا اچھا حضور چھوڑ دیتا ہوں اور فوراً چھوڑ دیا۔

حضرت مکرم غلام حسین صاحب مہاجرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار جب سیٹھ صاحب تشریف لائے تو حضور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا سیٹھ صاحب کی مدد کے لئے پیرا اور کرم داد کو رکھا ہے لیکن وہ دونوں سیدھے سادھے ہیں اس لئے آپ بھی ان کی نگرانی کر لیا کریں۔ سیٹھ صاحب کو میں ہی کھانا کھلایا کرتا تھا۔ پانی بڑی مسجد سے لا کر دیا کرتا تھا ایک بار حضور نے مسکرا کر سیٹھ صاحب سے پوچھا کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے انہوں نے کہا حضور مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔

حضرت مولوی عزیز دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مفتی محمد صادق صاحبؓ نے لاہور جانے کی اجازت مانگی۔ حضور نے فرمایا نہ جائیں یہاں رہیں۔ دوپہر کو پھر عرض کی کہ نوکری کا سوال ہے۔ اس پر حضور نے اجازت دے دی۔ جب قادیان سے نکلے تو گاڑی کا وقت گزر چکا تھا۔ ہم سب مایوس تھے کیونکہ گاڑی کا وقت 2 بجے تھا۔ لیکن اس دن گاڑی 4 بجے آئی اور دو گھنٹے لیٹ تھی ہم سب سوار ہو کر لاہور پہنچ گئے۔ اطاعت صحابہ اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے سلوک کا یہ ایک خاص واقعہ ہے۔

حضرت میر مہدی حسن صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نے مجھے بلایا اور کہا کہ لنگر خانہ میں ایندھن نہیں ہے اور 4 روپے دے کر کہا کہ شام تک اوپلے اور لکڑی لے کر پہنچ جاؤں میں جلدی سے مینارہ پر چڑھ گیا اور دعا کہ کے اے خدا تیرے مسیح نے حکم دیا ہے اور میں اس میدان میں اناڑی ہوں۔ میں نے خوب دعا کی اس پر مجھے جواب ملا کہ ریگستان ہے۔ میں نے پھر دعا کی اس پر مجھے جواب ملا کہ کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے یہیں آجائے گا۔ پھر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں ولی تو نہیں ہوں کہ اتنی جلدی الہامات پورے ہو جائیں۔ دوپہر کے وقت خادمہ نے مجھے دیکھ لیا اور کہا کہ تم ابھی تک یہیں پر ہو اور اُپلے لینے نہیں گئے۔ میں نے کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہیں پر بھجوا دے گا خادمہ نے یہ سن کر کہا کہ اچھا تم کہتے ہو کہ جب تک الہام نہ ہوگا میں کہیں باہر نہ جاؤں گا۔ اور یہ بات حضرت مسیح موعودؑ کو سنا دی۔ میرے دل میں طرح طرح کے خیالات آئے ایک بار سوچا حضور کی خدمت میں عرض کر دوں مگر پھر خیال آیا کہ ایک فقیر عاجز بادشاہ کے سامنے کہاں کہہ سکتا ہے کہ میں بھی مالدار ہوں اس لئے میں مسجد کی سیڑھیوں سے اتر کر بٹالہ

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان